جنہیں جبرائیل علیہ السلام بھی سلام پیش کرتے ہیں

ہماری امی جان اُمّ المومنین

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا






جمع وترتیب

ابوزرارہ شہزاد بن الیاس حفظہ اللہ

تقدیم و تہذیب

فضیلۃ الشیخ ابوعدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ناشر

توحید پبلیکیشنز

بنگلور (انڈیا)



جنہیں جبرائیل علیہ السلام بھی سلام پیش کرتے ہیں

ہماری امی جان اُمّ المومنین

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا



جمع وترتیب

ابوزارہ شہزاد بن الیاس حفظہ اللہ

تقدیم و تہذیب

فضیلۃ الشیخ ابوعدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ناشر

توحید پبلیکیشنز

بنگلور (انڈیا)

کتاب---------------------ہماری امی جان اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

جمع وترتیب --------------------------ابوزرارہ شہزاد بن الیاس حفظہ اللہ

تقدیم وتہذیب --------------------------فضیلۃ الشیخ ابوعدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

طبع اوّل--------------------------1435ھ......2014ء

تعداد ---------------------------------------4000

ناشر---------------------توحید پبلی کیشنز، بنگلور انڈیا



ہندوستان میں ملنے کے پتے



1-Tawheed Publications
Contact:Mr.M.R.Khan,S.R.K.Garden,
Phone#9900446193
BANGALORE-560 041
2-Charminar Book Center
Charminar Road,Shivaji Nagar,
BANGALORE-560 051
3-Dar us Salaam
Hanif Ahmed Wani
SRINAGAR(Jammu Kashmir)
Phone#9419748245
4-Maktaba As-Sunnah
Mohammed Najeeb Bakhali
Bhendi
Bazar,Phone#8097444448
MUMBAI(Maharastra)

1- **توحید پبلیکیشنز**
رابطہ: محمد رحمت اللہ خان، ایس.آر.کے.گارڈن،
فون: ۹۹۰۰۴۴۶۱۹۳، بنگلور۔۵۶۰ ۰۴۱
2- **چارمینار بک سنٹر،**
چارمینار روڈ، شیواجی نگر، بنگلور۔۵۶۰ ۰۵۱
3- **دارالسلام کشمیر**
حنیف احمد وانی، فون: ۹۴۱۹۷۴۸۲۴۵
سری نگر۔(جموکشمیر)
4- **مکتبہ السنّہ**
محمد نجیب بقالی، فون: ۸۰۹۷۴۴۴۴۴۸
بھینڈی بازار، ممبئی

Contact:tawheed_pbs@hotmail.com

فہرست مضامین



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ، نَحْمَدُہٗ، وَنَسْتَعِیْنُہٗ، وَنَسْتَغْفِرُہٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ، وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِيَ لَہٗ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ، وَاَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ:

قارئینِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بنتِ صدیق ﷞ کے بارے میں عربی واردو کی متعدد کتب مارکیٹ میں موجود ہیں، کسی کا موضوع سوانح حیات، کسی کا ان کی بوقتِ نکاح عمر اور کسی کا فضائل ومقام وغیرہ۔

زیرِ نظر کتاب ہمارے عزیز جناب ابوزرارہ شہزاد بن الیاس آف ڈسکہ، مقیم الخبر، سعودی عرب نے ام المؤمنین ﷞ کی عقیدت واحترام سے سرشار ہوکر تالیف کی ہے جو اسکی سطر سطر سے عیاں ہے۔

کتاب انتہائی مختصر مگر جامع ومانع اور مدلّل ہے۔اس زیرِ نظر ایڈیشن کے آخر میں موصوف نے جناب محمد اشرف ثاقب حنفی دیوبندی صاحب کے بعض اعتراضات کا منہ توڑ جواب بھی دیا ہے اور جواب میں معترض کے اپنے اکابر پیشواؤں کی تحریریت بطورِ دلیل وردّ پیش کی ہیں۔

عزیز موصوف کی کئی کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں اور قارئینِ کرام سے دادوتحسین پارہی ہیں۔

اس ایڈیشن میں ہم نے بعض ضروری تعدلات وتبدیلیاں کی ہیں، حوالے کا اہتمام پہلے میں بھی تھا۔ رہی کہی کمی اب نکل گئی ہے اور امید ہے کہ قارئینِ کرام موجودہ ایڈیشن کو پہلے سے قدرے بہتر پائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

اس کتاب کو بیک وقت پاکستان اور انڈیا سے شائع کیا جارہا ہے، پاکستان (ڈسکہ) میں الفیصل لائبریری جس کے بانی بھی شہزاد صاحب خود ہیں اور انڈیا (بنگلور) سے ''توحید پبلیکیشنز'' والے جناب محمد رحمت اللہ خان (ایڈووکیٹ)، انجینئر شاہد ستار اور ان کے دیگر ساتھیوں کے اہتمام سے شائع ہورہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف، مقدِّم اور تمام ناشرین و معاونین کو جزاء خیر سے نوازے۔ آمین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ابوعدنان محمد منیر قمر ۱۴/۱/۱۴۳۵ھ

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر ۱۷/۱۱/۲۰۱۴ء

وداعیہ متعاون مکاتب جالیات الخبر،

الراکۃ، الدمام، الظھران (سعودی عرب)

www.mohammedmunirqamar.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَعْدُ!

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا شجرۂ نسب:

- عائشہ بنت عبداللہ (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) بن عثمان (ابو قحافہ رضی اللہ عنہ) بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر القرشی۔
- امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا سلسلۂ نسب محمد ﷺ سے مرہ بن کعب پر ملتا ہے۔
- امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ،،ام رومان بنت عامر بن عویمر۔
- امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی دادی کا نام،،ام الخیر سلمیٰ بنت صخر بن عمرو کعب بن سعد بن تیم۔
- امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے دادا کا نام،،ابو قحافہ عثمان بن عامر۔
- امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے نانا کا نام،،عامر بن عویمر۔

ہماری امی جان کا نام عائشہ رضی اللہ عنہا ہے، ان کا لقب صدیقہ اور کنیت ام عبداللہ ہے۔ جب اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شادی اللہ کے رسول ﷺ سے ہوئی تو آپ محمد بن عبداللہ (ﷺ) تھے۔ لیکن جب امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی آپ ﷺ سے ہوئی تو آپ ﷺ محمد رسول اللہ ﷺ تھے۔

نبی کریم ﷺ کی تمام بیویوں میں سے شادی کے وقت صرف امی عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کنواری تھیں۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مردوں میں سے وہ انسان تھے جنہوں نے آپ ﷺ کو انتہائی قریب سے دیکھا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی امی عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں سے وہ عورت تھی جنہوں نے آپ ﷺ کو انتہائی قریب سے دیکھا۔ آپ ﷺ نے باپ بیٹی کو عظیم القابات سے نوازا، باپ کو صدیق کا لقب ملا تو صدیق کی بیٹی کو صدیقہ کے لقب سے نوازا گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا صدیقی گھرانے پر پہلا بہت ہی بڑا انعام تھا۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا 2210 احادیث کی راویہ ہیں۔ یہ فضیلت کسی دوسری عورت کو نہیں ملی۔ امتِ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لوگوں کے مسائل کا ایک بہت بڑا حصہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ منسلک ہے۔

وہ اپنے وقت کی استاد و عالمہ تھیں۔ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسئلے پوچھتے۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآنِ کریم بھی بولتا ہے۔ اورام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جبرائیل علیہ السلام بھی سلام پیش کرتے ہیں۔

اُن کا نکاح ۶ یا ۷ سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگیا۔ یہ شوال کا مہینہ تھا۔ رخصتی ۹ سال کی عمر میں ۱ھ کو مدینہ میں شوال کے مہینہ میں ہوئی۔ اسی لئے امی عائشہ رضی اللہ عنہا جب کسی کی شادی، نکاح یا رخصتی شوال کے مہینہ میں ہوتی دیکھتیں تو بہت خوش ہوتی تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا چھوٹی عمر میں نکاح اور پھر ۹ سال کی عمر میں رخصتی پر بعض مخصوص لوگ اعتراضات کرتے ہیں، خاص طور پر ایک گروہ اس چیز کا بالکل انکاری ہے اور دوسرا گروہ اس چیز کو اپنی عقل پر پرکھتا ہے۔ میں ان شاء اللہ صحیح احادیث کی روشنی میں ان اعتراضات کا جواب پیش کروں گا۔ وَبِيَدِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ

اعتراضات:

(۱) پہلا اعتراض:...... ۶ یا ۷ سال کی بچی سے نکاح:

(۲) دوسرا اعتراض:...... بالغ ہونے سے پہلے ۹ سال کی عمر میں رخصتی جبکہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمرِ مبارک ۵۴ سال تھی۔

(۳) تیسرا اعتراض:...... بالغ ہونے سے پہلے نکاح درست نہیں حالانکہ صحیح حدیث کے مطابق تو یہ ہے کہ جب بچہ یا بچی بالغ ہو جائے تو ان کا نکاح کر دو۔

اعتراضات کے جوابات:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح اور رخصتی کے بارے میں ایک مخصوص گروہ اعتراض کرتا

ہے حالانکہ یہ گروہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی صداقت کو مانتا ہے۔ مثلاً حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت میں عورتوں کی سردار ہیں، اسی بنیاد پر یہ گروہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خاتونِ جنت کے لقب سے یاد کرتا ہے۔ جب ان سے پوچھیں کہ اس حدیث کو بیان کرنے والی کون ہے؟ تو ان کی زبانیں بند ہو جاتی ہیں کیونکہ یہ حدیث صرف اور صرف امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے متعلق ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اکیلی اس حدیث کی راوی ہیں۔ اس گروہ کو چاہیئے کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا پر زبان درازی بند کر لیں یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خاتونِ جنت لکھنا چھوڑ دیں۔ اسی گروہ کے اماموں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت وعقیدت کا اظہار کرنے کیلیئے اپنی بیٹیوں کے نام عائشہ رکھے۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

ا: امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے اپنی بیٹی کا نام عائشہ رکھا۔ (اعلام النساء ، ص: ١٣٢)

۲: امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے اپنی بیٹی کا نام عائشہ رکھا۔

(الارشاد ، ص: ٣٠٤، عمدة الطالب ، ص: ٧٧)

۳: امام جعفر بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے اپنی بیٹی کا نام عائشہ رکھا۔

(عمدة الطالب ، ص: ٦٣)

۴: امام علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق رحمہ اللہ نے اپنی بیٹی کا نام عائشہ رکھا۔

(تواريخ النبی والآل، ص: ١٢٨)

۵: امام محمد بن الحسن بن جعفر بن الحسن رحمہ اللہ، ان کی صرف ایک ہی بیٹی تھی جس کا نام انہوں نے عائشہ رکھا تھا۔ (منتهى الأمال، ج:١/ ص:٣٦٧)

۶: جناب علی الہادی بن محمد الجواد بن امام علی رضا رحمہ اللہ نے اپنی بیٹی کا نام عائشہ رکھا۔

(الارشاد ، ص: ٣٣٤)

میں (ابو زرارہ شہزاد بن الیاس) کہتا ہوں کہ یہ مندرجہ بالا تمام ہستیاں کسی تعارف کی محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات اپنی رحمتیں ان پر نازل فرمائے، انہوں نے اپنی بیٹیوں کے نام عائشہ رکھ کر ان کے روحانی فرزند ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

(۱)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح چھ یا سات سال کی عمر میں ہوا، یہ بالکل ٹھیک ہے اور صحیح روایات میں موجود ہے، اُن روایات کو کوئی کسی بھی لحاظ سے غلط نہیں کہہ سکتا۔

جب امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا تو آپ مکہ میں تھیں۔ نکاح کے قوانین مدینہ میں نازل ہوئے۔ اس طرح ان پر کیئے گئے اعتراضات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔ میں یہاں ایک مثال دیتا ہوں، ان شاء اللہ قارئینِ کرام کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی۔ اور وہ یہ کہ:

اگر کسی سے پوچھیں اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ کس نے پڑھایا؟ تو زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں کیونکہ ان لوگوں کا مطالعہ نہیں۔ اہلِ علم جانتے ہیں کہ جب اماں جی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی اس وقت تک نماز جنازہ کا حکم نہیں آیا تھا۔ اس لئے اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نمازِ جنازہ کے بغیر ہی دفن کیا گیا۔

اسی طرح جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا، اس وقت تک نکاح، طلاق وغیرہ کے قوانین نہیں آئے تھے، یہ تمام حکم مدینہ منورہ میں نازل ہوئے۔ اور امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح مکہ مکرمہ میں ہوا تھا۔

(۲)...... ویسے بھی عرب گرم آب وہوا کا علاقہ ہے۔ آج بھی عرب کی گرمی مشہور ہے۔ گرم علاقوں میں لڑکیاں جلد بالغ ہو جاتی ہیں۔ آج پاکستان وہندوستان میں بھی لڑکیاں جلد بالغ ہو جاتی ہیں بہ نسبت یورپ کے جہاں سردی ہوتی ہے۔

اس نکاح سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مقصد ہے وہ تاریخ اسلام سے ظاہر ہے۔ نبوت وخلافت کے رشتوں کو مضبوط کرنا، عورتوں کو اسلامی تعلیمات کی نشر واشاعت کا سامان مہیا کرنا۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی طبعی ذکاوت و ذہانت سے اسلام کو فائدہ پہنچانا وغیرہ۔ یہ تمام مقاصد حرف بحرف پورے ہوئے۔ اور امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی گواہ ہے کہ بڑی بڑی جلیل القدر شخصیات اُن سے روشنی حاصل کرتی رہیں۔ اور ان سے علمی پیاس بجھاتی رہیں۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

جب ان کی شادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو ان کی عمر چھ سال تھی اور جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں لائی گئیں تو ۹ سال کی عمر تھی اور پھر ۹ سال ہی آپ ﷺ کی خدمت میں رہیں اور پھر آپ ﷺ وفات پا گئے۔

(صحیح بخاری جلد ٦ حدیث : ٥١٣٣ ، ٥١٣٤)

صحیح ترین روایات موجود ہیں۔ لیکن پھر بھی کچھ لوگ اپنی عقل کے گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہیں۔

(۳)...... اب رہے وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نابالغ کا نکاح نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ بالغ نہ ہوجائے جبکہ یہ قرآن کی مخالفت ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الطلاق میں فرماتے ہیں:

''تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے نا امید ہوگئی ہوں، اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی بھی جن کو حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو۔'' (سورۃ طلاق، آیت: ۴، پارہ ۲۸)

اس آیت میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ کا حکم موجود ہے کہ ان کی عدت بھی تین مہینے ہے جن کو حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو۔

یعنی جس لڑکی کو حیض نہ آتا ہو وہ نابالغ ہے۔ اب اس کی عدت تب ہی ہوگی جب اس کا نکاح ہوگا اور نکاح کے بغیر طلاق نہیں ہوتی اور طلاق کی ہی عدت تین مہینے ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ نابالغ کا نکاح ہوسکتا ہے۔ اب جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر یہ اعتراض اٹھاتے ہیں کہ ٦ سال کی بچی تھی تو نکاح کیسا؟ ان لوگوں کو قرآنِ پاک کی اس آیت کا بغور مطالعہ کرنا چاہیئے۔

مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کی کتاب ''سیرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا'' کے صفحہ ۳۱۱ سے لے کر ۳٦۴ تک امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر پر زبردست بحث موجود ہے۔

تمام صحیح روایات کی روشنی میں میرا دعویٰ ہے کہ امی جی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا اور ۹ سال کی عمر میں رخصتی ہوئی، اور اس پر اعتراض سراسر بے جا ہے۔ وَاللّٰهُ الْهَادِیْ

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش:

اُن کی پیدائش ۵ھ نبوی کے آخر میں مکہ مکرمہ میں ہوئی، ۱۱ھ نبوی میں نکاح ہوا اور

۱ھ میں مدینہ منورہ میں رخصتی ہوئی۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی شوال میں ہوا اور شوال میں ہی رخصتی بھی ہوئی تھی۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح؛ عرب میں مروّجہ بعض بدعات کا ردّ:

اُن کا نکاح ایسی برکت تھی جس سے عرب میں موجود بعض بدعات جو شوال کے مہینہ میں ہوتی تھیں ان کا زبردست رد ہوا مثلاً:

عرب منہ بولے بھائی کی لڑکی سے شادی نہیں کرتے تھے۔ اِسی بناء پر جب حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادۂ شادی ظاہر کیا تو انہوں نے حیرت سے کہا کہ کیا یہ جائز ہے؟ عائشہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھتیجی ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَنْتَ اَخٌ فِی الْاِسْلَامِ)) (سیرت عائشہ ص ۳۰ حوالہ)

''تم تو اسلامی بھائی ہو۔''

اہلِ عرب شوال میں شادی نہیں کیا کرتے تھے کیونکہ زمانۂ قدیم میں اس مہینہ میں طاعون کی وباء پھیلی تھی، لیکن امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی اور رخصتی شوال میں ہوئی تھی۔ جس سے عرب کی اس جہالت پر کاری ضرب لگی۔ (مسند احمد؛ج:۱۱، حدیث نمبر:۲۴۷۷٦)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا ام المومنین بن گئیں:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے منسوب ہو چکی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شادی کا ارادہ ظاہر فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قبول کر لیا۔ لیکن حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے پوچھنا ضروری تھا، اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مطعم کے گھر گئے اور جا کر پوچھا کہ تم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت اپنے بیٹے جبیر کی طرف کی تھی، اب کیا کہتے ہو؟ مطعم نے اپنی بیوی سے پوچھا، مطعم کا خاندان ابھی اسلام سے اجنبی تھا، اُس کی بیوی نے کہا: اگر یہ لڑکی (عائشہ رضی اللہ عنہا) ہمارے گھر آ گئی تو ہمارا بچہ بے دین ہو جائے گا، لہٰذا ہمیں یہ رشتہ منظور نہیں ہے، وہ جہاں چاہیں کر لیں۔

اس بات کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کا نکاح خود پڑھایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کم سن تھیں، کبھی کبھی بچوں کی طرح اپنی ماں کی مرضی کے خلاف کوئی بات کر دیتیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اماں اُم رومان رضی اللہ عنہا ان کو سزا دیتیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی اس حال میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوتا، اور ام رومان رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرما دی تھی کہ میری خاطر اس کو کچھ نہیں کہنا۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان کتنی ہے؟ لوگوں کو غور کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات نے یہ انتخاب کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دو مرتبہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کو دکھایا، یہ بات خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمائی ہے:

"میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر میرے سامنے کوئی چیز پیش کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہے۔ میں نے کھول کر دیکھا تو عائشہ (رضی اللہ عنہا) تھیں۔"

(صحیح بخاری ، جلد ۲ ، حدیث ۱۰۷۷)

نکاح کے بعد ۹ سال کی عمر میں ۱ھ میں رخصتی ہوئی تو وہ ام المومنین بن گئیں، رضی اللہ عنہا وارضاها، وہ تمام مؤمنوں کی ماں تھیں اور تا قیامت رہیں گی۔ ان شاء اللہ

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت:

اُن کی فضیلت کا کیا کہنا، ایسی فضیلت تھی جو کسی دوسری عورت کو نہیں ملی۔ مثلاً:

لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ بھیجنے میں انتظار کیا کرتے، جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری ہوتی تو اپنے تحائف بھیجتے۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میری تمام سوکنیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور ان سے کہا: اللہ کی قسم! لوگ جان بوجھ کر اپنے تحفے اس دن بھیجتے ہیں جس دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری ہوتی ہے۔ ہم بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح فائدہ چاہتی ہیں، اس لئے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو فرما دیں کہ میں جس بھی بیوی کے پاس

ہوں جس کی باری ہو، اسی گھر میں تحفے بھیج دیا کرو۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بھی جواب نہیں دیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دوسری بار کہا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا، پھر تیسری بار کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے ام سلمہ (رضی اللہ عنہا)! عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے بارے میں مجھے نہ ستاؤ۔ اللہ کی قسم! تم میں سے کسی بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی۔ ہاں، عائشہ رضی اللہ عنہا کے لحاف میں وحی نازل ہوتی ہے۔" (صحیح بخاری جلد: ۵، حدیث: ۳۷۷۵)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب وحی نازل ہوتی تو میں اپنی بیویوں میں سے اپنی محبوب ترین بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہوتا ہوں۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا تیری شان کے کیا کہنے! کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ جب وحی نازل ہوتی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لحاف میں ہوتے، یہ فضیلت کسی دوسری عورت کو حاصل نہیں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت دوسری عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔"

(صحیح بخاری، جلد ۵، حدیث: ۳۷۶۹)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بیوی ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا:

"اے عائشہ! یہ جبرائیل (علیہ السلام) تشریف رکھتے ہیں اور تمہیں سلام کہتے ہیں۔"

میں نے جواب دیا: "وعلیه السلام و رحمة الله وبرکاته آپ وہ چیز ملاحظہ فرمالیتے ہیں جو مجھ کو نظر نہیں آتی۔"

(صحیح بخاری، جلد:۵، حدیث: ۳۷۶۸)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا! وحی نازل ہوئی آپ کے حجرہ میں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کو سلام کہہ رہے ہیں...........! لیکن آپ کے بارے میں طعن کرنے والوں کو آپ کی عظمت و

فضیلت کا علم ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے جو آپ کے متعلق میں شبہات میں پڑے ہوئے ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ اپنے مرض الوفات میں بھی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی باری کی پابندی فرماتے رہے۔ البتہ یہ دریافت فرماتے رہے کہ کل مجھے کس کے ہاں ٹھہرنا ہے؟ کل میرا قیام کس کے ہاں ہوگا؟ کیونکہ آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے خواہاں تھے۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے یہاں قیام کا دن آیا تو آپ کو سکون ہوا۔ (صحیح بخاری ، جلد : ٥ ، حدیث : ٣٧٧٤)

محبتِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا:

''میں جان لیتا ہوں جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو اور جب ناخوش ہوتی ہو''۔

میں نے عرض کیا: کیونکر آپ جان لیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جب تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو: ربِ محمد ﷺ کی قسم! اور جب ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو ربِ ابراہیم علیہ السلام کی قسم! میں نے عرض کیا: بے شک قسم اللہ کی یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کا صرف نام ہی تو چھوڑ دیتی ہوں۔''

(صحیح مسلم ، جلد ٦ ، حدیث: ٦٢٨٤)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا جب کبھی ناراض ہوتیں تو ایسا کرتیں۔ یہ صرف اسی وجہ سے ہے کہ آپ کو بڑا رشک تھا اور محبت تھی آپ ﷺ سے اور آپ ﷺ کو امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ دل سے تو امی عائشہ رضی اللہ عنہا کبھی ناراض نہیں ہوئیں۔ بہت کم لوگ علم رکھتے ہیں کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے باپ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں باپ بیٹی کو وہ فضیلت بھی حاصل ہے جو کسی مرد اور کسی عورت کو حاصل نہیں۔

غارِ ثور میں گود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تھی اور سرِ مبارک آپ ﷺ کا اور آرام فرمایا۔ مرض الوفات میں گود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تھی اور سرِ مبارک آپ ﷺ کا اور آرام فرمایا۔ یہ فضیلت صرف اور صرف صدیق رضی اللہ عنہ اور صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہی حاصل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ دریافت فرماتے تھے: (بیماری کے دنوں میں) کل میں کہاں ہوں گا، کل میں کہاں ہوں گا؟ یہ خیال کر کے کہ ابھی میری باری میں دیر ہے۔ پھر میری باری کے دن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے پاس بلا لیا جبکہ آپ ﷺ کا سرِ اقدس میرے سینہ اور حلق کے درمیان تھا۔ (صحیح مسلم شریف ، جلد٦ ، حدیث : ٦٢٩٣)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''جب نبی ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ ﷺ کا سرِ مبارک میرے سینے پر تھا۔''

امی عائشہ رضی اللہ عنہا مزید فرماتی ہیں: ''وفات سے پہلے آپ ﷺ میرے سینے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے اور آپ ﷺ فرماتے تھے:

(اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَالْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ عظمت ہے کہ سرِ محمد رسول اللہ ﷺ کا اور سینہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا، کسی دوسرے کو یہ عظمت نہیں ملی سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور وہ اُنہی کے والد گرامی قدر ہیں۔

جناب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ غزوۂ سلاسل سے واپس آئے تو آپ ﷺ سے دریافت فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ دنیا میں سب سے زیادہ محبوب کس کو رکھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: ''عائشہ رضی اللہ عنہا کو''۔ عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مردوں میں سے تو فرمایا: ''عائشہ رضی اللہ عنہا کے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو۔''

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو سمجھاتے ہوئے فرماتے: ''بیٹی! عائشہ رضی اللہ عنہا کی ریس نہ کیا کرو وہ تو آپ ﷺ کو محبوب ہے۔''

ایک سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ساتھ تھیں، اُن کی سواری کا اونٹ بدک گیا اور ان کو لے کر ایک طرف بھاگا، محمد رسول اللہ ﷺ اس قدر بے قرار ہوئے کہ بے

اختیار زبانِ مبارک سے نکل گیا:''ہائے میری دلہن۔''

(مسند احمد؛ج:٦ ، حدیث نمبر:٢٤٨)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر کھانا کھاتیں ۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ساتھ، ایک دستر خوان پر بلکہ ایک ہی برتن میں کھانا کھایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کھانا کھا رہے تھے، کھانے میں محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی ہڈی چوستے جو امی عائشہ رضی اللہ عنہا چوستیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے کے لئے پیالہ میں وہیں منہ رکھتے جہاں امی عائشہ رضی اللہ عنہا رکھتیں۔(مسند احمد؛ ج: ١١، حدیث نمبر : ٢٤٨٣٢)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ محبت !قربان جاؤں ،اگر آج ہم بھی میاں بیوی ایسا کریں تو محبت بڑھے گی لیکن مصیبت یہ ہے اگر کوئی میاں بیوی ایک برتن میں کھانا کھا رہے ہیں تو گھر سے ہی''زن مُرید'' کے طعنے سننے کوملیں گے اور یہ اس لیئے کہ ہمارے گھروں میں علم کی کمی ہے۔

ایک دفعہ پڑوسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ہونگی؟ اس نے کہا: نہیں، ارشاد فرمایا:'' پھر میں بھی قبول نہیں کرتا۔''پڑوسی پھر آیا، پھر یہی سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ہے ،لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا کہ:'' عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ہوں گی؟'' اس نے کہا: نہیں۔ جب تیسری دفعہ پڑوسی آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ہے،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ''عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ہونگی۔'' اس نے کہا: ہاں،حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی دعوت ہے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دعوت قبول کر لی اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور امی عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے گھر دعوت کھانے گئے۔ (سیرتِ عائشہ؛سید سلیمان ندوی ص:۵۱)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا اور عظمتِ شان:

اُن کی ایک اور عظیم شان یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایامِ مرضِ موت کے دوران ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ تشریف لائے، اُن کے ہاتھ میں مسواک تھی،آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینے پر ٹیک لگا کر بیٹھے

تھے، آپ ﷺ نے نظر جما کر مسواک کی طرف دیکھا۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مسواک لے کر آپ ﷺ کو دی لیکن نقاہت وکمزوری کی وجہ سے آپ ﷺ اسے چبا نہیں پا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو میں چبا کر نرم کر دوں؟ آپ ﷺ نے رضامندی کا اشارہ فرمایا تو میں نے اپنے منہ میں ڈال کر اس کو نرم کیا اور نرم کرنے کے بعد آپ ﷺ کو دی تو آپ ﷺ نے مسواک اپنے منہ میں ڈال لی اور بالکل تندرستوں جیسے مسواک کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''میں فخر یہ کہا کرتی تھی کہ تمام بیویوں میں سے یہ عظمت صرف مجھے ملی ہے کہ نبی ﷺ کے دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن اللہ تعالیٰ نے میرا اور آپ ﷺ کا لعاب مبارک ملا دیا۔''

یہ عظمت وفضیلت کسی اور عورت کو نہیں ملی۔ سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ حکومت میں تمام اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا وظیفہ دس ہزار درہم مقرر کیا تھا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وظیفہ بارہ ہزار درہم تھا۔ کیونکہ آپ نبیٔ اکرم ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا اور علم:

وہ اپنے وقت کی عالمہ فاضلہ استاد تھیں۔ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر تیز حافظے والے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر مسائل کے بارے میں دریافت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (2210) احادیث کی راویہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا مکثرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں جنہوں نے سب سے زیادہ احادیث لوگوں تک پہنچائیں۔

احادیث کی تعداد کے لحاظ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نمبر یہ ہے:

1- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ 5374

2- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما 2660

3- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما 2630

4- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما 2540

5- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ 2286

6- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا 2210

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرویات میں سے امام بخاری اور امام مسلم نے 174 حدیثوں پر اتفاق کیا اور امام بخاری نے 58 احادیث منفرداً اپنی صحیح بخاری میں نقل فرمائیں، جو مسلم میں نہیں۔ اسی طرح امام مسلم نے 68 حدیثیں اپنی کتاب صحیح مسلم میں منفرداً نقل فرمائیں جو کہ بخاری شریف میں نہیں ہیں۔ اور باقی احادیث دیگر کتبِ احادیث میں موجود ہیں۔ (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند احمد میں ۲۴۰۶۵ سے ۲۶۴۷۴ تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی احادیث بیان کی ہیں۔)

متعدد مسائل ان کی زبان سے ادا ہوئے ہیں، ان میں سے علم غیب، عصمتِ انبیاء علیہم السلام، واقعہ معراج، ترتیبِ خلافت اور سماعِ موتیٰ وغیرہ میں انھوں نے جو فرمایا ہے ان میں انہی کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔

اکثریت ان لوگوں کی ہے جو انکے بارے میں کچھ تاریخی الفاظ اپنی کتابوں میں درج کر گئے کہ:

''احکامِ شرعیہ میں سے ایک چوتھائی اُنہی سے منقول ہے۔''

حقیقت بھی یہی ہے اور کوئی دل میں بغض رکھنے والا ہی اس چیز کا انکار کرے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا کا حافظہ ملا تھا۔ عرب جاہلیت کے حالات، اُن کے رسم و رواج، ان کے انساب اور ان کی طرزِ معاشرت کے متعلق انہوں نے بعض ایسی باتیں بیان کی ہیں جو دوسری کسی جگہ سے نہیں مل سکتیں۔

اسلامی تاریخ کے بعض اہم واقعات اُن سے منقول ہیں۔ مثلاً آغازِ وحی کی کیفیت،

ہجرت کے واقعات ، واقعۂ افک ، نزولِ قرآن اور اس کی ترتیب مختلف نمازمیں پڑھی جانے والی سورتیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کے حالات ، جنگِ خندق ، غزوۂ بدرو اُحد کے واقعات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات وغیرہ۔

اورخلافتِ صدیقی وغیرہ کے بکثرت حالات بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذریعے معلوم ہوئے ہیں۔ اُنہیں علمی حیثیت سے نہ صرف عورتوں پر فوقیت حاصل تھی بلکہ چند ایک صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی فوقیت حاصل تھی۔

جامع ترمذی میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا گیا ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں:

''ہمیں جب بھی کوئی مشکل پیش آتی، ہم ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے اور ان سے پوچھتے، اُن کے پاس سے ضرور ہی معلومات مل جاتیں ،کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہمیں کسی مسئلے کے بارے میں اُن سے معلومات نہ ملی ہوں۔''

(جامع ترمذی؛ج:۱، مناقبِ عائشہ)

جناب عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا قول ہے،وہ فرماتے ہیں:

''قرآن ، فرائض ، حلال وحرام ، طب ، شاعری ، فقہ،نسب کا علم اورعرب کی تاریخ میں اُم المؤمنین سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔'' (زرقانی؛ج:۳/ص:۲۲۷)

امام زہری رحمۃ اللہ تابعین میں سے تھے،وہ فرماتے ہیں:

''اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں میں سے سب سے زیادہ عالمہ تھیں۔ بڑے بڑے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ان سے سوال پوچھا کرتے تھے۔''

(طبقات ابنِ سعد؛ج:۲/ حصّہ :۲/ ص:۳٦)

امام زہری رحمۃ اللہ کا ایک اورقول بلکہ شہادت ہے، اس میں وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اگر تمام مرد و زن رضی اللہ عنہم اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم وسیع تر ہوگا۔‘‘ (مستدرک الحاکم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ عظمت بھی مسلّمہ ہے کہ ان کا شمار مجتہدین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہوتا ہے۔ بلا شبہ ان کا نام حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ لیا جا سکتا ہے۔

جامع ترمذی میں موسیٰ بن طلحہ کا قول موجود ہے، وہ فرماتے ہیں:

’’میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا۔‘‘

(جامع ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمام علوم کی ماہر تھیں۔ چنانچہ ان کے دامنِ تربیت میں جو لوگ پرورش پا کر نکلے ان کی تعداد ۲۰۰ کے قریب ہے۔

لیکن ان میں سے چند ایک کو زیادہ قرب حاصل تھا، جنہوں نے امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی شاگردی کی اور ان سے علم حاصل کیا۔ ان میں حضرت عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوسلمہ بن عبدالرحمان، مسروق، عمرہ بنت عبدالرحمٰن، صفیہ بنت شیبہ اور عاشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہم ورحمہم وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت اور عظمت مسلّمہ ہے۔ جس کا انکار کوئی متعصّب وجاہل ہی کرسکتا ہے۔ ان کی علمی حیثیت کے سب صحابہ وتابعین اور تبع تابعین وغیرہ قائل تھے۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت:

وہ سخاوت میں مشہورِ عام تھیں۔ اِس معاملہ میں وہ کسی کی نہ سنتی تھیں بلکہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جن کی وجہ سے ہی امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عبداللہ تھی۔ یہ ان کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے۔

یہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت وفیاضی دیکھ کر گھبرا گئے اور کہا کہ اب ان کا ہاتھ روکنا چاہیئے۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو سخت غصے ہوئیں اور قسم کھائی کہ اب ان سے بات نہیں کریں گی۔ چنانچہ مدتوں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بات نہیں کی۔ پھر عبداللہ بن

زبیر رضی اللہ عنہما نے سفارش کے لیئے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مدد لی پھر جا کر خالہ بھانجے کی صلح ہوئی۔ (صحیح بخاری؛ج:۲، مناقبِ قریش)

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان سے بڑھ کر سخی کسی کو نہیں دیکھا۔

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں ایک لاکھ درہم شام سے بھیجے تو شام ہونے سے پہلے پہلے سب لوگوں میں خیرات کر دیئے اور اپنے لیئے کچھ بھی نہ رکھا۔ اتفاق سے اس دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا روزہ تھا، لونڈی نے عرض کیا: افطار کے لیئے کچھ نہیں ہے۔فرمایا: پہلے یاد کیوں نہیں کرایا؟ (مستدرك حاكم ، جلد ٤ ، ص : ١٣)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا اکثر روزے رکھتی تھیں۔ حج کی بھی شدت سے پابند تھیں اور ہر سال اس کو ادا کرتیں۔

غلاموں پر خاص شفقت فرماتیں۔ ان کو خرید کر آزاد کرتیں، ان کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد تقریباً ٦٧ ہے۔ (شرح بلوغ المرام؛مترجم سید اسماعیل ، ص:١٤٤)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی محبت؛ اپنے شوہر سے:

وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت کرتی تھیں۔ محبت کا پہلو اس قدر زیادہ تھا کہ جب کبھی رات کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیدار ہوتیں تو دیکھتیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاس موجود نہیں ہیں تو بے قرار ہو جاتیں۔

ایک رات اُن کی آنکھ کھلی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پہلو میں نہ پایا، وہ اپنے ہاتھوں سے ٹٹولنے لگیں کیونکہ اُس وقت گھروں میں چراغ وغیرہ نہیں تھے۔ ٹٹولتے ٹٹولتے ان کے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمِ مبارک کو لگے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ہیں۔

(مسند احمد؛ ج: ۱۱، حدیث نمبر:٢٤٧١١)

اسی طرح ایک دفعہ رات کو بیدار ہوئیں تو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلو میں نہیں، فوراً اٹھ بیٹھیں اور ادھر ادھر دیکھنے لگیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ملے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شک ہوا کہ کہیں آپ

کسی دوسری بیوی کے پاس نہ چلے گئے ہوں، رات کا آدھا حصہ گزر چکا تھا آپ ﷺ کی تلاش میں امی عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرہ سے باہر آئیں تو دیکھا آپ ﷺ قبرستان بقیع میں دعا میں مصروف ہیں۔ (مسند احمد؛ ج :۱۱، حدیث نمبر:۲٤٩٧٩)

وہ واپس اپنے حجرہ میں آ گئیں۔صبح یہ واقعہ آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، رات کو کوئی سایہ سامنے جاتے معلوم ہوتا تھا، وہ تم ہی تھی؟

(سیرتِ عائشہ؛سید سلیمان ندوی،ص:۴۶)

ایسے ہی ایک رات بیدار ہوئیں تو دیکھا کہ آپ ﷺ ان کے پہلو میں نہیں ہیں اور سوچنے لگیں کسی دوسری بیوی کے پاس ہوں گے، لیکن پھر ٹٹولنے لگیں تو دیکھا کہ قریب ہی آپ ﷺ تسبیح و تہلیل میں مصروف ہیں۔

تب ان کی زبانِ مبارک سے بے اختیار نکل گیا: ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، میں کس خیال میں ہوں اور آپ کس عالم میں ہیں۔''

(مسند احمد؛ج:۱۱، حدیث نمبر:۲٥٦٥٣، ۲٥٦٩٣)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا، اور آپ ﷺ کی خدمات:

وہ اپنے گھر کا کام خود کرتیں حالانکہ گھر میں ایک خادمہ کام کرنے کے لیئے موجود تھی۔ گھر کے لیئے خود امی عائشہ رضی اللہ عنہا آٹا پیستی تھیں۔ اور خود ہی ہنڈیا بناتیں۔ اپنا بستر خود اپنے ہاتھ سے بچھاتیں تھیں۔ وضو کا پانی خود لا کر رکھتی تھیں۔ آپ ﷺ قربانی کے لیئے جو اونٹ لاتے انہیں اپنے ہاتھ سے قلادہ باندھتی تھیں۔ اپنے محبوب شوہر نبیِ رحمت ﷺ کا سرِ اقدس دھوتیں اور خود اپنے ہاتھوں سے کنگھا کیا کرتی تھیں۔ آپ ﷺ کو خود اپنے ہاتھوں سے عطر لگاتی تھیں۔ آپ ﷺ کے کپڑے مبارک خود دھوتیں، سوتے وقت مسواک اور پانی آپ ﷺ کے سرہانے رکھتی تھیں۔ آپ ﷺ کی مسواک صفائی کے لیئے خود دھو کر رکھتیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب کوئی مہمان گھر آتا تو بھی خود ہی کھانا لگاتیں۔

ایک دفعہ جناب قیس غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: '' مجھے آپ ﷺ نے فرمایا: '' چلو عائشہ

(رضی اللہ عنہا) کے گھر کھانا کھائیں۔'' جب ہم حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عائشہ (رضی اللہ عنہا)! ہمیں کھانا کھلاؤ۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کھانا لے کر آئیں اور ہم نے کھانا کھایا۔

ہماری امی جان کو یہ عظمت اور فضیلت ملی بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ عظمت اور فضیلت بخشی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی وگھریلو زندگی کے جو پہلو عام لوگوں سے اوجھل تھے ان کی گواہ اگر کائنات میں کوئی تھیں تو ہماری امی عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں اور بعض امور میں دوسری ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن۔

ہماری امی جان رضی اللہ عنہا اور ان کا محل:

۱ھ میں جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آئیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا درِ دولت کوئی عالی شان قصر شاہی نہیں تھا۔ کوئی بلند و بالا عمارت نہیں تھی، کوئی سنگِ مرمر لگے ہوئے پتھروں کا محل نہیں تھا، بلکہ ایک عام سا حجرۂ مبارکہ تھا جو نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مسکن تھا۔ اُن کا حجرہ کیسا تھا؟ آج کی مسلمان عورتوں کے لیۓ باعثِ عبرت ہے کہ ہماری امی جان ام المومنین رضی اللہ عنہا جن کی شان میں قرآن نازل ہوا، جن کی شادی کا اللہ تعالیٰ نے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا اور جن کی شان اتنی بلند و بالا ہے کہ بیان کرنے سے زبان وقلم قاصر ہے۔ ان کا حجرہ کوئی زیادہ وسیع نہ تھا، دیواریں مٹی کی تھیں اور حجرہ کی چھت کھجور کے پتوں کی تھی اور شہتیر کھجور کی ٹہنیاں تھیں۔ چھت کے اوپر کمبل ڈال دیا گیا تا کہ جب بارش ہو پانی کے قطرے نیچے نہ آئیں۔ حجرہ کی بلندی اتنی تھی کہ آدمی کھڑا ہوتا تو سر چھت کو لگ جاتا۔

حجرہ کا دروازہ نہ تھا بلکہ درازے پر کپڑا یعنی پردہ لگا ہوا تھا۔ گھر کے اندر سامان کیا تھا؟ وہ بھی سن لیں: گھر کے اندر ایک چارپائی، ایک چٹائی، ایک بستر، ایک تکیہ، جس میں چھال بھری تھی۔ کھجور رکھنے کے لیۓ ایک دو برتن تھے، پانی کے لئے ایک برتن اور پانی پینے کے لیۓ ایک پیالہ تھا۔ اس حجرہ کے اندر مستقل روشنی کا کوئی انتظام نہیں تھا بلکہ دو دو ماہ اس محل میں چراغ اور چولہا نہیں جلتا تھا۔

اس گھر میں صرف دو افراد رہتے تھے؛ ایک محمد رسول اللہ ﷺ اور دوسری ان کی محبوب ترین بیوی اماں عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

کچھ دن گزرنے کے بعد اس محل کے اندر تیسرے فرد کا اضافہ ہوا وہ جناب بریرہ رضی اللہ عنہا تھیں جو امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں:

''کبھی تین دن لگا تار اس گھر کے اندر کھانا پکانے کے لئے آگ نہیں جلی۔ کبھی تین دن لگا تار خاندانِ نبوت نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ بلکہ کبھی تو دو دو ماہ بھر اس گھر میں آگ نہیں جلی۔ اکثر گزارا کھجور، چھوہارے اور پانی پر تھا۔''

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کبھی کبھی میرے محبوب شوہر رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لاتے اور آکر پوچھتے: ''میری عائش (رضی اللہ عنہا)! گھر میں کچھ ہے روزہ افطار کرنے کیلئے؟'' میں کہتی نہیں، آج تو گھر میں کچھ نہیں، تب آپ ﷺ فرماتے: ''کوئی بات نہیں۔''

کبھی کبھی انصار میں سے کوئی دودھ بھیج دیتا تو ہم دونوں افراد اسی پر گزارا کر لیتے۔ ہماری امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''کبھی کبھی آٹا گوندھ کر رکھتی تو بکری آکر کھا جاتی۔''

وہ فرماتی ہیں:

میں دوسری تمام بیویوں کے مقابلے میں اچھا کھانا نہ بنا سکتی تھی لیکن رسول اللہ ﷺ نے کبھی اعتراض نہیں کیا، گھر میں پھر بھی مکمل سکون تھا۔

آج بکثرت گھروں کے حالات کچھ اچھے نہیں، ہمیں چاہیئے کہ ہم کبھی کبھی محمد رسول اللہ ﷺ کی گھریلو زندگی کی طرف نظر اٹھائیں، تو ان شاء اللہ اس سے ہم لوگوں کو بہت زیادہ سبق حاصل ہوگا۔

محمد رسول اللہ ﷺ کا اپنی محبوب بیوی سے اظہارِ محبت:

ہمارے امامِ اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی معاشرتی زندگی مسلمان تو کیا، تمام

انسانوں کی معاشرت کے لیئے ایک زبردست وانمول نمونہ تھی۔آپ ﷺ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کبھی کبھی محبت کا اظہار مختلف شکلوں میں کیا کرتے تھے مثلاً:

(۱)......اُنہوں نے ایک لڑکی کی پرورش کی اوراس کی شادی کرنے لگے تو اس کی شادی کی تیاری بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کی۔ اُس شادی کی تقریب کو امی عائشہ رضی اللہ عنہا انتہائی سادگی سے انجام دینے لگیں، تو آپ ﷺ باہر سے تشریف لائے اور فرمایا:''عائشہ رضی اللہ عنہا! اتنی سادگی؟ اس میں دف اور خوشی کے شعر نہیں؟'' (مسند احمد؛ ج: ٦، ص: ٣٦٩)

(۲)...... ایک دفعہ عید کا دن تھا،عید کی خوشی میں کچھ حبشی مسجدِ نبوی میں گتکہ کھیل رہے تھے۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھنا چاہتی تھیں، آپ ﷺ کھڑے دیکھ رہے تھے وہ آپ ﷺ کے پیچھے پشت پر کھڑی ہو کر دیکھتی تھیں۔ آپ ﷺ مسلسل کھڑے رہے حتیٰ کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا خود ہی تھک کر پیچھے ہو گئیں۔ (مسند احمد؛ ج: ۱۱، حدیث نمبر: ٢٤٨٠٠)

کبھی کبھی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ رات کو دوڑ لگاتے، ایک دن دوڑ لگی تو امی عائشہ رضی اللہ عنہا جیت گئیں۔ پھر امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ سے پھر میری دوڑ ہوئی،ان دنوں میرے جسم میں چربی آ گئی تھی یعنی میں پہلے سے زیادہ موٹی ہو گئی تھی۔ اس لیئے مجھ سے بھاگا نہ گیا، آپ ﷺ دوڑ میں آگے نکل گئے اور جیت گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''میری عائش! (رضی اللہ عنہا) یہ اُس دن کا بدلہ ہے۔''

(مسند احمد؛ ج: ۱۱، حدیث نمبر: ٢٤٦١٩)

ہماری امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے محل کے اندر کے حالات:

مسجدِ نبوی ﷺ کے ارد گرد چھوٹے چھوٹے متعدد حجرے تھے۔ ان میں سے ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مسکن تھا،امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ حجرہ مسجدِ نبوی ﷺ کے مشرق کی جانب تھا اوراس کا دروازہ مسجد کی طرف یعنی مغرب کی طرف تھا اور دروازہ مسجدِ نبوی ﷺ کے صحن کی طرف تھا۔ جب دروازہ کھول کر باہر آتے تو پہلا قدم ہی مسجدِ نبوی ﷺ کے صحن میں ہوتا۔ واہ

امی عائشہ رضی اللہ عنہا! آپ کی عظمت کے کیا کہنے! اپنے حجرہ سے نکلتی تو پہلے مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحن میں قدم ہوتا، کوئی جب گھر میں آتا تو پہلے مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحن سے گزرتا، پھر امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر آتا، کیسی فضیلت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات نے مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحن امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا صحن بنا دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دروازے سے ہو کر مسجد میں داخل ہوتے۔ جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحن سے اپنا سرِ اقدس دروازے کے اندر کر دیتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی گود میں سرِ مبارک رکھ کر دھوتیں، تیل لگاتیں اور سر مبارک میں کنگھا کرتیں۔

(مسند احمد؛ ج: ۱۱، حدیث نمبر: ۲٤٥٤٤، ۲٤۷٤۲، ۲٤۷۸٤ اور ۲٥۰۷۱)

کبھی کبھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں صحن سے ہی دروازہ کی طرف ہاتھ بڑھا کر امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی چیز لینی ہوتی تو لے لیتے۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا سلوک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری ازواجِ مطہرات (رضی اللہ عنہن) کے ساتھ:

اس کائنات میں بسنے والی تمام عورتوں کیلئے اگر تلخ سے تلخ کوئی چیز ہے تو وہ سوکن یا سوتن کا وجود ہے، لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو ۸ سوتنیں موجود تھیں۔ اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا پہلے ہی وفات پا چکی تھیں اور حضرت زینب بنت خذیمہ رضی اللہ عنہا بھی نکاح کے بعد ۲ سے ۳ ماہ زندہ رہیں اور وفات پا گئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۱ (گیارہ) بیویوں میں سے ۲ بیویاں وفات پا چکی تھیں۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمیت ۹ بیویاں زندہ تھیں۔ اس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی ۸ سوتنوں کے ساتھ قیام پذیر تھیں۔ اُن تمام عورتوں سے کم عمر تھیں، لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان تمام کے بارے میں حسنِ ظن رکھتی تھیں، وہ تمام عورتیں ایک دوسرے سے دلی محبت رکھتی تھیں۔

لیکن کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی خاطر آپس میں مقابلہ بھی ہو جاتا اور یہ ایک فطری بات تھی، جس پر ان عورتوں کو قابو حاصل نہ تھا۔ اسی طرح کچھ معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام بیویوں سے برابر سلوک ومحبت کرتے، لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خاص محبت اور ایک خاص لگاؤ تھا۔ تمام صحیح روایات اس بات کی گواہ ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مندرجہ ذیل سوتنیں زندہ تھیں:

۱: اماں حفصہ رضی اللہ عنہا
۲: اماں سودہ رضی اللہ عنہا
۳: امام جویریہ رضی اللہ عنہا
۴: اماں ام سلمہ رضی اللہ عنہا
۵: اماں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا
۵: اماں زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا.
۷: اماں صفیہ رضی اللہ عنہا
۸: اماں میمونہ رضی اللہ عنہا

امی عائشہ رضی اللہ عنہا اور اماں حفصہ رضی اللہ عنہا آپس میں گہری محبت رکھتی تھیں۔ ایک دوسرے سے صلاح ومشورہ کر کے چلتی تھیں، ایسا کیوں نہ ہوتا، ایک صدیق رضی اللہ عنہ کی پارۂ جگر تھیں اور دوسری فاروق رضی اللہ عنہ کی قرۃ العین تھیں۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کم عمر ہونے کے باوجود اماں سودہ رضی اللہ عنہا اور اماں حفصہ رضی اللہ عنہا سے اچھے طریقے سے پیش آتی تھیں۔ کیونکہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فقاہت وثقاہت اور ذہانت وفطانت تحفہ میں ملی تھی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی مشورہ وغیرہ دیتیں کیونکہ پڑھی لکھی بھی تھیں، یہ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہمسر تھیں۔ فقہی مسئلوں اور فتوؤں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد ان کا ہی نمبر تھا۔

اماں جویریہ رضی اللہ عنہا کا بھی امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی اختلاف نہ تھا، ایک دوسرے سے محبت و پیار سے پیش آتیں۔

اماں زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد تھیں، اس لیئے فخر کیا کرتی تھیں اور تمام بیویوں میں سے قریبی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود اماں زینب رضی اللہ عنہا امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی حمایت کرتیں اور تعریف بیان کیا کرتی تھیں۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

بیویوں میں سے سب سے زیادہ میرا مقابلہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کرتی تھیں۔کیونکہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا قریبی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو زیادہ مستحق سمجھتی تھیں۔

ایک دفعہ تمام بیویوں نے آپس میں مشورہ کر کے سفیر کے طور پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس زیادہ رہتے اور لوگ بھی امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کرتے اور اُسی دن اپنے تحائف وغیرہ بھیجتے۔اماں زینب رضی اللہ عنہا نے آکر بڑی دلیری سے تقریر شروع کر دی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموشی سے سنتے جا رہے تھے، پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی چپ چاپ سنتی جا رہی تھیں۔اور ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتی جا رہی تھیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے، جب اماں زینب رضی اللہ عنہا اپنی بات سنا کر خاموش ہوئیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اماں زینب رضی اللہ عنہا کی باتوں کا جواب مدلل گفتگو سے دیا،جس پر اماں زینب رضی اللہ عنہا لاجواب ہوگئیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا:

''کیوں نہ ہو،آخر ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی ہے۔''

(مسند احمد؛ ج : ۱۱، حدیث نمبر : ۲۵۲۸۲)

اماں صفیہ رضی اللہ عنہا سے بہت پیار کرتی تھیں، امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کے وقت اماں صفیہ رضی اللہ عنہا کا ہار سنگھار کیا،خود انہیں تیار کیا،وہ آپس میں گہری محبت رکھتی تھیں۔

ایک دفعہ اماں صفیہ رضی اللہ عنہا اور اماں حفصہ رضی اللہ عنہا کی آپس میں ناراضگی ہوگئی۔امی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی مدلّل گفتگو سے ان کی آپس میں صلح کروا دی۔

اماں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے کوئی اختلاف نہ تھا،اماں ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں:

''تم نے مجھے خوش رکھا،اللہ تعالیٰ تمہیں بھی خوش رکھے۔''

اماں میمونہ رضی اللہ عنہا سے بہت اچھے تعلقات تھے،وہ ان کی بہت تعریف فرماتی تھیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں:

''وہ ہم سب سے زیادہ پرہیز گار تھیں۔''

لوگو! دیکھو ہماری امی جان اپنی سوتنوں سے کیسا سلوک کرتی تھیں؟ اپنی سوتنوں سے کس انصاف اور کس عزت کا برتاؤ کرتی تھیں۔ کھلے دل سے ان کی خوبیاں اور تعریفیں بیان فرماتی تھیں۔ اگر کبھی کبھی بشری فطرت سے کوئی خلافِ ادب فعل سرزد ہو جاتا تھا تو بہت جلد نادم ہو جاتی تھیں۔ کبھی بھی اپنی سوتنوں پر پہل نہیں کی۔ اگر کوئی سوتن پہل کرتی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایسی لاجواب گفتگو فرماتیں کہ آگے والی چپ ہو جاتیں۔ لیکن اپنی سوتنوں کی تعریف میں کمی نہ کرتیں۔

کچھ ایسے بھی بدنصیب لوگ پائے جاتے ہیں کہ وہ جب تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر زبان درازی نہ کر لیں ان کی روٹی ہضم نہیں ہوتی۔ ایسے لوگوں کو اپنی زبانیں بند رکھنی چاہئیں اور سوچنا چاہیئے کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظمت و مرتبہ کیا ہے؟

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنی سوتیلی اولاد سے سلوک؟

اُن کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی، آپ اپنی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی وجہ سے ام عبداللہ تھیں۔ ان کی چار بیٹیاں سوتیلی تھیں یہ چاروں بیٹیاں اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں، حضرت امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی، آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا باقی تھیں، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سسرال جا چکی تھیں۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی صداقت اور خاتون جنت:

اہلِ بیت کے فضائل میں جتنی احادیثِ مبارکہ آتی ہیں، ان میں اکثر احادیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ ہیں۔ خاص طور پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں، ان کو بیان کرنے والی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

جو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں زبان درازی کرتے ہیں ان لوگوں کو چاہیئے کہ یا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو "خاتونِ جنت" لکھنا چھوڑ دیں یا ہماری امی جان ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صداقت کو مانیں۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ایک دن ہم سب بیویاں آپ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہمارے سامنے آئیں، بالکل آپ ﷺ کی طرح چال تھی، آپ ﷺ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں باپ بیٹی کی چال میں کوئی فرق نہیں تھا، جب چلتیں تو آپ ﷺ کی طرح چلتیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

آپ ﷺ مرض الموت میں مبتلا تھے، ہم سب بیویاں آپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، آپ ﷺ نے بڑے پیار سے انہیں اپنے پاس بٹھا لیا، پھر آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کان میں چپکے چپکے سے کچھ کہا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں، ان کی اس بے قراری کو دیکھ کر آپ ﷺ نے پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کان میں کچھ کہا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: آپ ﷺ تمام بیویوں کو چھوڑ کر صرف تم سے راز کی باتیں کہتے ہیں اور تم روتی ہو۔

وہ فرماتی ہیں: جب آپ ﷺ وہاں سے اٹھ گئے تو میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا باتیں ہوئی تھیں؟ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: میں اپنے باپ کا راز فاش نہیں کروں گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب آپ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو میں نے دوبارہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: فاطمہ! میرا جو حق تم پر ہے اس کا واسطہ دیتی ہوں، اُس دن کیا بات ہوئی؟ ایک دفعہ تم رونے لگیں اور دوسری دفعہ ہنسنے لگی تھیں۔ جنابِ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہاں! اب بیان کرتی ہوں:

اس دن جب میرے والد نے میرے کان میں یہ کہا کہ میں جلد اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا تو میں رونے لگی، جب پھر میرے والد نے میرے کان میں یہ فرمایا:

''تم جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہو گی تو میں ہنسنے لگی تھی۔''

یہ روایت صرف اور صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، اس لیئے لوگو! امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی صداقت کو مانو یا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ''خاتونِ جنت'' لکھنا چھوڑ دو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں ماں بیٹی کے تعلقات انتہائی خوشگوار تھے، یہ واقعہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر کے آخری دنوں میں رونما ہوا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا صرف ۶ ماہ زندہ رہیں اور پھر اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا اور خطابت:

وہ خطابت میں بھی اعلیٰ مقام رکھتی تھیں۔ ایسے الفاظ اپنی خطابت میں استعمال کرتیں کہ لوگ دنگ رہ جاتے۔ ایسے معلوم ہوتا جیسے الفاظ ان کے محتاج ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خطابت میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابنِ ابی طالب کے بعد سب اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت رکھتی تھیں۔ ایسی گفتگو فرماتیں کہ لوگ لا جواب ہو جاتے۔ مثلاً:

جنگِ جمل میں انہوں نے ایک تقریر فرمائی جو جوش اور زور کے لحاظ سے اپنا جواب نہیں رکھتی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لوگو! خاموش! خاموش! تم پر میرا مادری حق ہے۔ مجھے نصیحت کی عزت حاصل ہے، سوائے اس شخص کے جو اللہ کا فرمانبردار نہیں ہے۔ مجھے کوئی الزام نہیں دے سکتا، لوگو سنو!

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینے پر سرِ مبارک رکھے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوئے، لوگو سنو! میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین بیوی ہوں، اللہ نے دوسروں سے ہر طرح سے مجھے محفوظ رکھا۔ میری ذات سے مؤمن و منافق میں تمیز ہوئی، میرے ہی سبب تم پر اللہ تعالیٰ کی ذات نے تیمّم کا حکم نازل فرمایا۔

لوگو! میرا باپ مسلمانوں میں سے تیسرا مسلمان تھا، اور غارِ ثور میں دوسرا تھا، اور میرا باپ وہ پہلا شخص تھا جو ''صدیق'' جیسے لقب سے نوازا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی خوش ہو کر میرے باپ کو تاجِ خلافت پہنایا تھا اور پھر دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب اسلام کی رسی ہلنے لگی تو میرا ہی

باپ تھا جس نے دونوں سرے تھام لیئے۔جس نے نفاق کی باگ روک دی، یہود کی آتش افروزی سرد کی۔اُس نے شگاف کو برابر کیا، بیکار کو درست کیا۔دل کی بیماریوں کو ان سے دور کیا۔جب میرا باپ نفاق کا سر کچل چکا تو اللہ نے میرے باپ کو اٹھا لیا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زبردست تقریر کی جس سے منافقین کی لگائی ہوئی آگ قدرے ٹھنڈی ہوئی۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان اور قرآن:

موجودہ دور کے وہ لوگ بھی جن کے دلوں میں منافقت ہے،حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اور اپنی پلید زبان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں زبان درازی کرتے ہیں۔

ظالموسنو! جس ماں کے بارے میں تم اپنی کالی زبان کھولتے ہو اُسی ماں کی شان میں اللہ اپنی مقدس کتاب میں اس نیک سیرت بندی کا ذکر کرتا ہے۔جب تمہارے جیسے کالے دل منافق زبان درازی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وکیل بن جاتا ہے۔

مدینہ منوّرہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابیّ بن سلول نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام تراشی کی اور جھوٹا الزام لگا دیا۔یہ واقعہ ۵ھ کا ہے۔جبکہ لوگ غزوۂ بنی مصطلق سے واپس ہو رہے تھے۔ظالمو! تم نے اُس وقت بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنگ و پریشان کیا اور اب بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر پلید زبان کھولتے ہو۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگانے والے مدینہ کے منافق تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کی وکالت کی اور ان کی شان میں سورۂ نور نازل فرما دی۔اور تا قیامت آنے والے لوگوں کو بتا دیا کہ بہتان طرازی کرنے والا یہ ٹولہ جھوٹا ہے،اس طرح جب تک قرآن کی تلاوت ہوتی رہے گی میرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ بیوی رضی اللہ عنہا کی عظمت بیان ہوتی رہے گی۔

کوئی ماں کا لال ان آیات کا انکار نہیں کر سکتا۔اور نہ کوئی ان آیات کو قرآن سے نکال سکتا ہے۔اے اللہ! یہ تیری کتنی عظمت ہے کہ تو نے اس گھرانے کو وہ شان عطا فرمائی کہ جو کسی دوسرے گھرانے کو حاصل نہ ہو سکی۔

کبھی امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں قرآن کی آیات نازل فرمادیں تو کبھی اسی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں قرآن نازل کر دیا۔

ظالمو! اس گھرانے کے بارے میں اپنی زبان کھولتے ہو جس گھرانے سے اللہ تعالیٰ کو پیار ہے، اور اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیار ہے، جس گھرانے کی چار نسلیں صحابی ہوں، جس گھرانے کے افراد کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن نازل کر دے، اس گھرانے کے بارے میں الٹی سیدھی باتیں کرنا اور اپنی زبانوں سے کفر بکنا اپنا ایمان ختم کرنے کے مترادف ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں اُس گھرانے کو تنگ کیا گیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے تنگ کرنے والے اُن لوگوں کو عبرت کا نشان بنا دیا۔

کچھ مسلمانوں کے ایمان کو تو زنگ لگ چکا ہے لیکن پھر بھی امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیٹوں کی بہت بڑی جماعت زندہ ہے اور تا قیامت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظمت اور فضیلت بیان کرتی رہے گی۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا اور اس امت پر ان کا احسان:

ہماری امی جان کی عظمت کے کیا کہنے، امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس امت پر ایک ایسا احسان کر دیا ہے جو تا قیامت اس امت کے مؤمن بھلا نہیں سکتے۔ اگر اللہ تعالیٰ یہ احسان نہ کرتا تو امت کے لوگ بڑی مصیبت میں مبتلا ہو جاتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نیک سیرت بندی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ بیوی کی وجہ سے اس امت پر احسان کر دیا وہ کیا احسان ہے؟ امتِ محمدیہ کے لوگو! سنو!

یہ وہی غزوۂ مصطلق تھا جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگا، اُس غزوہ میں جب قافلہ ذات الجیش میں پہنچا تو رات وہیں پڑاؤ ڈالا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گلے میں جو ہار تھا وہ ٹوٹ کر گر پڑا، یہ ہار دراصل امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کا تھا۔

وہ ہار ڈھونڈتے ڈھونڈتے قافلہ سے دور ہوگئیں جس طرف قضائے حاجت کے لیئے گئی تھیں ،اُسی طرف ہار دیکھنے چلی گئیں۔ ہار ڈھونڈتے ڈھونڈتے دیر ہوگئی لیکن ہار نہ ملا،قافلہ لیٹ ہوگیا صبح کا وقت قریب تھا۔

جہاں قافلے نے پڑاؤ کیا تھا وہاں پانی بھی نہ تھا۔لوگ گھبرائے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ کو مطلع کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں سرِ مبارک رکھ کر سو رہے تھے۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: دیکھو بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا تمہاری وجہ سے یہ مصیبت ہمارے سر آئی ہے۔غصہ سے اپنی بیٹی کو اُن کے پہلو میں چوکے لگا دیئے ،لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تکلیف کے باوجود اپنی جگہ سے نہ ہلیں کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے نہ اٹھ جائیں۔اب صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانی نہ تھا جس سے وضو کیا جاتا لیکن اللہ تعالیٰ کو تو کچھ اور ہی منظور تھا۔

اے امتِ محمدیہ کے لوگو! سنو! اللہ تعالیٰ نے اس نیک سیرت بندی اور ہماری امی جان کی وجہ سے ہم لوگوں پر احسان کر دیا اور قرآن نازل فرما دیا کہ جب پانی نہ ہو تو مٹی سے تیمّم کرلیا کرو۔ چنانچہ سورۃ النساء کی آیت نازل فرمادی اور آیت:۴۳ میں حکم دے دیا:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضَىٰٓ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَآءَ أَحَدٌ مِّنْكُم مِّنَ الْغَآئِطِ أَوْ لَٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَآءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا﴾

(سورۃ النساء : ٤٣)

''اور اگر بیمار ہو یا سفر میں ہو یا کوئی تم میں سے بیت الخلاء میں سے ہوکر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو اور تمہیں پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی لو اور اُس سے منہ اور ہاتھوں کا مسح (یعنی تیمّم) کرلو، اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کبھی اُن کا وکیلِ صفائی بن کر سورۃ نور نازل کر رہا ہے اور کبھی اُن کی وجہ سے

اس امت پر پانی نہ ہونے کی وجہ سے تیمّم کی سہولت نازل کر رہا ہے۔سورۃ النساء کی آیات جب تک پڑھی جائیں گی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظمت اور فضیلت بیان ہوتی رہے گی۔ جب سورۃ النساء کی آیتِ تیمّم اُن کی وجہ سے نازل ہوئی تو جلیل القدر صحابی حضرت اسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ جوشِ مسرت سے بول اٹھے:

اے صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر والو!

''اسلام میں یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں۔''

ان آیات کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو پہلے بہت غصے میں تھے، بڑے خوش ہو کر اپنی بیٹی سے کہنے لگے:

''مجھے معلوم نہیں تھا کہ تو اِس قدر مبارک ہے، تیرے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کتنی آسانی فرمادی ہے۔'' (مسند احمد؛ ج:٦،ص نمبر:٢٧٣)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا؛ اللہ تعالیٰ کا ایک خاص تحفہ:

اُنہیں اللہ تعالیٰ کی ذات نے بلا کا حافظہ عطا کیا تھا۔بچپن کے حالات سے لے کر آخر عمر تک تمام واقعات یاد تھے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

سورۃ قمر کی ابتدائی آیات چونکہ مکہ میں نازل ہوئی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میں بچی تھی اور کھیلتی تھی تو سورۃ قمر کی یہ آیات نازل ہوئیں:

﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَ أَمَرُّ﴾

(تفسير سورة قمر، بخاری شريف جلد ٦ ، حديث: ٤٨٧٦)

اُن پر یہ الزام لگانا کتنا عجیب ہے کہ انہیں اپنے نکاح کے وقت عمر اور رخصتی کے وقت عمر بتانے میں غلطی لگی۔ اُن کے سامنے یہ آیات نازل ہوئیں اور انہیں یاد ہوگئیں۔ایسی عورت کس طرح اپنے نکاح اور رخصتی کے حالات بھول سکتی ہے۔اُن لوگوں کے دلوں میں میل ہے جن کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظمت وفضیلت ہضم نہیں ہو رہی ،اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

اُنہیں تو بچیوں میں کھیلتے کھیلتے جو آیات کان میں پڑ جاتیں وہ یاد ہو جاتیں۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا بحیثیتِ محدّثہ:

لوگو سنو! عہدِ نبوت کے واقعات کو یاد رکھنا اور انہیں اُسی طرح بیان کرنا جس طرح زبانِ نبوت سے سنے تھے، یہ ایک محدِّث کا فرض ہے اور وہی الفاظ لوگوں تک پہنچائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوں یہ ایک محدِّث کی سب سے اہم ذمہ داری ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے وقت کی محدِّثہ تھیں اور اُن کا حافظہ تیز ترین قوت کا مالک تھا۔ جس کا اندازہ بعض واقعات سے ہوتا ہے، مثلاً:

(۱)...... حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: ان کا جنازہ مسجد میں لایا جائے تاکہ میں بھی نمازِ جنازہ پڑھ سکوں۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ کس طرح مسجد میں جنازہ ہو سکتا ہے؟ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں:

لوگ کس قدر جلد بات بھول جاتے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ مسجد میں ہی پڑھائی تھی۔

(مسند احمد؛ ج: ۱۱، حدیث نمبر: ۲۵۰۰۳)

(۲)......اسی طرح ایک اور جگہ پر اپنی قوتِ حافظہ استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو مسئلہ سمجھایا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے لوگوں نے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کتنی دفعہ کیا؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: چار مرتبہ، جن میں سے ایک دفعہ رجب میں عمرہ کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہنے لگے: خالہ جان! آپ نے سنا، یہ کیا کہہ رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیئے اور ایک رجب میں عمرہ کیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں:

”اللہ تعالیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما پر رحم فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسا عمرہ نہیں کیا جس میں میں ساتھ نہ ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ رجب میں نہیں کیا۔“

(مسند احمد؛ج:۱۱، حدیث نمبر:۲٤۷۸۳)

(۳)...... مدینہ میں بعض لوگوں نے بیان کیا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو یمنی چادر میں کفنایا گیا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا تو وہ فرمانے لگیں:

''اتنا تو صحیح ہے کہ لوگ اِس غرض سے چادر لائے تھے لیکن آپ ﷺ کو ان چادروں میں کفنایا نہیں گیا تھا۔''

(مسند امام احمد جلد ۱۱ حدیث ۲۵۰۸۸ حوالہ)

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہر فعل قانون تھا اور اس قانون کا جو تارک ہوگا وہ سزاوار ہوگا۔ اس لیئے ہم سب کو زیادہ سے زیادہ دین کی تحقیق کرنی چاہیئے اور ہر وہ چیز جو آپ ﷺ سے ثابت ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

بیوی مرد کی سب سے زیادہ راز دار ہوتی ہے۔ بیوی کے علاوہ کوئی بھی انسان مرد کے حالات سے مکمل طور پر اور اتنا آگاہ نہیں ہوتا جتنا کہ بیوی ہوتی ہے۔اسلیئے ایسے ایسے مسائل تھے جن کو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنے اجتہاد سے حل کرنے کی کوشش کرتے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ذاتی واقفیت کی بنا پر ان کے مسائل حل ہو جاتے ، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چشم دید گواہ ہوتیں کہ آپ ﷺ نے کون سے مسئلہ میں کون سا عمل کیا یا حکم دیا ہے۔

بعض ایسے مسائل تھے جن سے دوسرے لوگ آگاہ نہیں تھے، اُن مسائل کی سب سے زیادہ واقفیت آپ ﷺ کی بیویوں کو تھی اور ان تمام بیویوں میں سے سب سے زیادہ جس کو واقفیت تھی وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔آج اُن مسائل پر اگر کسی کو فوقیت حاصل ہے تو وہ وہی ہیں۔مثلاً:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فتوٰی دیا کرتے تھے کہ عورت کو نہاتے وقت اپنے بالوں کی چوٹیاں کھول کر بالوں کی تہہ تک پانی پہچانا ضروری ہے۔ جب حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس فتوے کا علم امی عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہوا تو وہ فرمانے لگیں:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عورتوں کو یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ عورتیں اپنی چوٹیاں منڈوا ہی ڈالیں حالانکہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے نہاتی تھی اور بال نہیں کھولتی تھی۔

(مسند امام احمد جلد ۱۱ حدیث ۲٤٦٦۱ حوالہ)

بڑے بڑے جلیل القدر اصحابِ محمد ﷺ اپنے اجتہاد کی بنا پر فتویٰ صادر فرماتے، لیکن امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جاتا تو ان کا دیا ہوا فتویٰ رد ہو جاتا۔ اکثر و بیشتر اصحابِ محمد ﷺ کو اپنا دیا ہوا فتویٰ واپس لینا پڑتا اور اس سے رجوع کا اعلان کرنا پڑتا تھا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کو ۱۰۱ھ کو خلافت کا عہدہ ملا تو اس زمانہ میں مدینہ منورہ میں قضاء کے عہدہ پر ابوبکر بن عمرو بن حزم انصاری فائز تھے، اُن کا علم و فضل اُن کی خالہ جان محترمہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن کا ممنون احسان تھا اور محترمہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے تمام تر تعلیم امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی آغوش میں حاصل کی تھی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جناب ابوبکر بن عَمرو کو لکھا کہ محترمہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن کی تمام روایتیں قلم بند کر کے ان کے پاس بھیجی جائیں، ان تمام روایات کی راوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

مدینہ منورہ میں اکابر صحابہ حضرت عبدا اللہ بن عباس، حضرت عبدا اللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مجلس ہی فتاویٰ کی زینت تھی۔

مدینہ منورہ میں متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم کی مسندیں سجی ہوئی تھیں اور لوگ ان سے اپنے مسائل دریافت فرماتے لیکن فوقیت اکثر و بیشتر مسائل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہوتی۔

بعض ایسے لوگ جن کے مسلک پر زدّ آتی ہو یا ان کا مسلک ردّ ہوتا ہو، وہ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کچھ اچھا گمان نہیں رکھتے۔ عام عوام تو کیا بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ بھی امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات کو نہیں مانتے، اس لیئے نہیں کہ یہ روایت صحیح نہیں، بلکہ اس لیئے کہ یہ روایت اُن کے مسلک و عقیدے کے خلاف ہے، مثلاً:

(۱)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''جو تم سے بیان کرے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ کو دیکھا ہے وہ جھوٹا ہے۔'' (صحیح بخاری؛ ج:۲، حدیث نمبر: ٤٨٥٥)

اب جن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو معراج میں دیکھا، ان لوگوں کو

تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات ہضم نہیں ہوگی ، حالانکہ حق اور سچ بات یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی ذات کو نہیں دیکھا۔

اس کی تفصیل کے لیئے صحیح بخاری ، جامع ترمذی ، تفسیر سورۃ نجم اور مسند احمد بن حنبل جلد ۶ دیکھیں ، ان شاء اللہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔

(۲)......اسی طرح وہ فرماتی ہیں :

''جو تم سے بیان کرے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی باتیں جانتے تھے وہ جھوٹا ہے۔'' (مسند امام احمد جلد ۱۱ حدیث ۲٤۷۳۱ حوالہ)

اب جن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی باتیں جانتے تھے، اُنہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت کب ہضم ہوگی۔ حالانکہ حقیقت یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی باتیں نہیں جانتے تھے۔

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی باتیں جانتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جب منافقین نے جھوٹا الزام لگایا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہ کم وبیش ایک ماہ تک پریشان نہ رہتے۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن نازل ہوا تب پتہ چلا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹا الزام لگایا گیا ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی باتیں جانتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فوراً پتہ چل گیا ہوتا کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے واقعات ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت حق اور سچ ہے۔ اور بکثرت ایسی روایات ہیں جن میں اُنہیں فوقیت حاصل ہے۔

امتِ محمدیہ کی عورتوں پر امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا احسان :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے امتِ محمدیہ کی عورتوں کو سبق دیا ہے اور ان پر احسانات کیئے ہیں کہ ایک عورت پردہ میں رہ کر بھی علمی ، مذہبی اور بھلائی کے کام کر سکتی ہے۔

اگر کوئی عورت آج بھی اُن کی مکمل سیرت کا مطالعہ کرے تو ان شاء اللہ کامیاب زندگی بسر کر سکتی ہے۔

اسلام نے عورتوں کو جو رتبہ بخشا ہے اور جاہلیت کے دور میں ان کی گری ہوئی حالت کو

جتنا اونچا کیا ہے، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کی تاریخ اس کی عملی تفسیر ہے۔ صحابیات رضی اللہ عنہن اپنی بات، اپنی پریشانیاں اور اپنے مسائل کے حل کے لئے انہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کے لئے جو ذریعہ استعمال کرتیں وہ ذریعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہوتیں، صحابیات رضی اللہ عنہن میں سب سے بلند مقام پر جو خاتون فائز تھیں تو وہ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں۔

جو لوگ عورتوں کو ذلیل سمجھتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان سے سخت برہم ہوتیں، اُنھوں نے ہمیشہ عورتوں کے لئے آسان پہلو اختیار کیا۔

بعض اوقات عورتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل دریافت کرنے آتیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ عظمت اور فضیلت حاصل ہے کہ عورتوں کے مسائل کی جب بھی عدالت لگی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں لگی یعنی عورتوں کی عدالت حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا تھی، جس میں اُنہیں کو افضلیت حاصل تھی، عورتوں کے جو مخصوص مسائل ہیں تا قیامت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات سے ہی حل ہوں گے۔ کیونکہ ان مسائل کے لئے زیادہ تر دروازہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہی کھٹکھٹانا پڑتا تھا۔ لہٰذا آج بھی اور ان شاء اللہ قیامت تک بھی اُن کا احسان عورتوں پر رہے گا کیونکہ تمام بیویوں میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قریب ترین صرف اور صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں۔

میں (ابو زرارہ شہزاد بن الیاس) یہ بات بڑے دعوے سے لکھ رہا ہوں، ہوسکتا ہے بعض لوگ میرے اس دعوے کی حمایت نہ کریں، میرا دعویٰ ہے کہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علمی کمالات، دینی خدمات، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور ان ارشادات کی نشر و اشاعت کی فضیلت کا پہلو اگر ہمارے سامنے ہو تو پھر میں دعویٰ کرسکتا ہوں کہ اُن کا اس میدان میں کوئی حریف نہیں ہوسکتا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مردوں میں سے بہت سے لوگ کامل گزرے ہیں لیکن عورتوں میں سے حضرت مریم بنت عمران اور آسیہ علیہما السلام کے سوا کوئی کامل نہ ہوئی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح ثرید کی فضیلت دوسرے کھانوں پر ہے۔''(صحیح بخاری ، جلد ۲ ، حدیث : ۹۵۷، ۹۵۸)

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ ثرید ایک عربی کھانا تھا اور آج بھی ہے جو روٹی کو گوشت کے شوربے میں بھگو کر تیار کیا جاتا ہے، اس کھانے کو دوسرے تمام کھانوں پر فوقیت حاصل تھی۔

زبانِ نبوت سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان:

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مجھ پر موت کی سختیاں اس بنا پر آسان ہو رہی ہیں کہ تم جنت میں مجھے اپنی بیوی دکھائی دے رہی ہو۔''(مسند احمد بن حنبل ، جلد ٦ ، ص ١٣٨)

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عائشہ رضی اللہ عنہا جنت میں بھی میری بیوی ہوگی۔''

(سلسلہ احایث صحیحہ ، جلد ۵ ، حدیث : ۳۲۳۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا میں بھی اُم المؤمنین ہیں اور آخرت میں بھی زوجۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہیں گی۔ یہ خوشخبری آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محبوب بیوی کو ان کی زندگی میں ہی سنا دی تھی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم دنیا و آخرت ہر دو جہاں میں ہی میری بیوی ہو۔''

(سلسلہ احادیث صحیحہ جلد۵ ، حدیث : ۳۲۳۲)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش وخرم دیکھ کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیئے یہ دعا فرمائی:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعَائِشَةَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهَا وَمَا تَأَخَّرَ وَمَا اَسَرَّتَ

وَمَا اَعْلَنَتْ))

''اے اللہ! عائشہ کے پہلے پچھلے تمام گناہ بخش دے، پوشیدہ بھی اور ظاہر بھی۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے لیئے یہ دعا سن کر ہنسنا شروع کر دیا یہاں تک کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود مبارک میں جا گرا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تجھے میری دعا نے خوش کر دیا ہے؟'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بھلا مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا خوش کیوں نہ کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں ہر نماز میں اپنی امت کیلیئے یہی دعا کرتا ہوں۔

(سلسلة احادیث صحیحه جلد ۵ ، حدیث : ۳۲۳۷)

واہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا! آپ کی شان کے کیا کہنے !!! جہاں اللہ تعالیٰ کا قرآن آپ کی عظمت میں بولتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زبان بھی آپ کی شان بیان کرتی ہے۔ اگر اب بھی کوئی متعصب و بد بخت امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بدگمانی میں مبتلا ہے تو اسے قسمت کا مارا ہوا ہی کہیں گے۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی شان:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں قرآن اترا، کوئی جتنا بھی چاہے لیکن ان آیات کو پڑھنے سے نہیں رہ سکتا۔ اِسی طرح اُن کا حجرہ ہی میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری آرام گاہ ہے۔ جو کوئی جتنا بھی چاہے، امی عائشہ رضی اللہ عنہا سے بغض رکھے، اُن کا نام لے یا نہ لے۔ لیکن سنو! جب بھی مدینہ جاؤ گے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلیئے درود وسلام پڑھو گے تو سوچو! کہاں کھڑے ہو گے؟

جب تک امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس کھڑے ہو کر درود وسلام پیش نہیں کرو گے تمھیں ہی سکون نہیں آئے گا۔ یہ بھی اللہ کی شان ہے۔ جو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بدگمانی رکھتے ہیں وہ بھی اُن کے حجرہ کے سامنے کھڑے ہونے پر مجبور ہیں۔

ہماری امی جان کا حجرہ اور اس کی شان کتنی ہے؟ وہ بھی سن لیں! امی جان کے حجرہ میں امام الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ تمام انبیاء والرسل علیہم السلام کے بعد

افضل البشر جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدفون ہیں اور اُن کے علاوہ مرادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی وہیں مدفون ہیں۔

یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی شان ہے۔ تا قیامت لوگ اُن کے حجرہ کے سامنے کھڑے ہوتے رہیں گے۔

اُنہوں نے ایک خواب دیکھا کہ میرے حجرے میں تین چاند ٹوٹ کر گرے ہیں۔ اس خواب کو اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حجرہ میں مدفون ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ان تین چاندوں میں سے ایک یہ ہیں اور یہ ان میں سے سب سے بہتر ہیں۔'' بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ باقی دو چاند حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ (مؤطا امام مالک)

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کیلیئے اللہ تعالیٰ کی گواہی:

لوگو سنو! جب حضرت مریم علیہا السلام پر الزام لگا تو ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اپنی ماں کی گود میں بول کر اپنی ماں کی پاک دامنی کی گواہی دی۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام لگا تو ایک آدمی نے گواہی دی۔ جب ولیٔ وقت حضرت جریج رحمۃ اللہ پر الزام لگا تو ایک بچے نے گواہی دی۔ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان بڑوں نے اور بچوں نے اپنی ماؤں کی گود میں بول کر گواہیاں دیں۔ لیکن جب صدیقۂ کائنات، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقینِ مدینہ نے الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ نے کسی سے گواہی نہیں دلائی۔ بلکہ اُن کیلیئے گواہی اللہ تعالیٰ نے خود دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پاک دامن ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دنیا سے رخصت ہونا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب بیمار ہوئیں تو یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا آخر دورِ خلافت تھا، تمام مہینوں سے بابرکت مہینہ رمضان کا تھا۔ لوگو دیکھو! ہماری امی جان کی شان کہ جب وہ بیمار ہوئیں تو مہینہ رمضان کا تھا اور اسی رمضان میں ہی اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔

جب وہ بیمار ہوئیں تو لوگ عیادت کے لیئے آتے لیکن انہیں یہ اچھا نہ لگتا۔ حضرت

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب آپ کی عیادت کے لیئے آپ کے گھر تشریف لائے تو آپ کے گھر کے اندر آنے کی اجازت مانگی، آپ کو اطلاع کی گئی، اُنہوں نے اس خوف سے اجازت نہ دی کہ میرے پاس آکر میری تعریف شروع نہ کر دیں لیکن پھر حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کی سفارش پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اجازت ملی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے:

''آپ تو روزِ ازل سے اُم المؤمنین تھیں، آپ ہمارے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بیوی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے ہم پر پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمّم کی آیات نازل فرمائیں، آپ کی شان میں قرآنِ پاک کی آیات نازل ہوئیں جو ہر روز مسجد و محراب میں پڑھی جاتی ہیں۔''

وہ فرمانے لگیں:

''اے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما! مجھے اپنی تعریف سے معاف رکھو۔ مجھے یہ پسند تھا کہ میں گم نام ہی ہوتی۔''

فرمانے لگیں:

''اے کاش میں جنگل کی جڑی بوٹی ہوتی لوگ میری تعریف نہ کرتے۔''

اُن کی وصیت تھی کہ اُنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن نہ کیا جائے اور اُن کی نمازِ جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی قسمت دیکھیئے کہ انہوں نے اُم المؤمنین، عورتوں میں سے بلند مقام، علمی خدمات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی نشر و اشاعت میں اعلیٰ اعزاز حاصل کرنے والی خاتون کی کا نمازِ جنازہ پڑھائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وصیت فرمائی تھی کہ انہیں دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔ اگر میں صبح کے وقت فوت ہو جاؤں تو رات کا انتظار نہ کرنا جلد سے جلد دفن کر دینا۔

بروزِ منگل ۱۷/ رمضان المبارک ۵۸ھ بمطابق ۱۳/ جون ۶۷۸ء کو اس دنیا سے رخصت ہوئیں۔ (بحوالہ اسد الغابہ جلد۳، صفحہ ۸۸۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی، اور انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کو عشاء کی نماز کے بعد دفن کیا گیا۔ رات کے وقت اتنا جنازہ تھا کہ لوگ حیران و پریشان تھے۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ عید کی طرح لوگ اکٹھے تھے، اس سے پہلے اتنا بڑا ہجوم رات کے وقت مدینہ منورہ میں کبھی نہیں دیکھا گیا جتنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ کے وقت دیکھا گیا۔ (طبقات ابنِ سعد، جز نساء، ص:۵۲)

مدینہ میں اُن کی وفات کیا تھی، ایسے معلوم ہوتا جیسے قیامت برپا ہے اور کیوں نہ ہوتی!!! آج حرمِ نبوت کی ایک شمع بجھ گئی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ۶۷ سال عمرِ مبارک پائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ ۴۷ سال زندہ رہیں۔ بیوگی کی اس عمر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ایک ہی مقصد تھا اور وہ صرف قرآن وحدیث کی تعلیم تھی تاکہ لوگ اس سے سیراب ہوسکیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور جنگِ جمل (جنگِ صِفین):

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں تھیں، جب آپ کو مکہ مکرمہ میں اطلاع ہوئی تو آپ بصرہ گئیں۔ ان کا بصرہ جانا صرف دعوت و اصلاح کے لیئے تھا۔ اور یہ جنگِ جمل محض اتفاقاً ہوگئی تھی، اُس میں بھی منافقین نے اپنا کام دکھایا، چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک اونٹ پر سوار تھیں۔ عربی میں اونٹ کو جمل کہتے ہیں اس لئے یہ جنگ جنگِ جمل کے نام سے مشہور ہوگئی۔ اور اسے جنگِ صِفین بھی کہا جاتا ہے کیونکہ جس مقام پر یہ جنگ ہوئی اسکا نام ''صِفین'' تھا۔

ایک اعزاز:

اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر ایک مخصوص گروہ اعتراضات کرتا ہے۔ وہ تمام مؤمنوں کی ماں ہیں۔ یہ میری بات نہیں اور نہ یہ کسی جماعت کے کسی عالم کی بات ہے، یہ تمغہ

اللہ تعالیٰ کی ذات نے دیا ہے ۔حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تمام بیویاں مؤمنوں کی مائیں ہیں۔(سورۃ الاحزاب:٦) اب کوئی بد بخت ہی اپنی ماں پر اعتراض کرے گا اور جو شخص بھی اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی عصمت پر کسی قسم کا اعتراض کرے گا ،وہ قرآن پاک کی مخالفت کرے گا۔ جو شخص قرآن پاک کی مخالفت کرے گا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے، اس لیئے جو کوئی انسان اُن پر زبان درازی کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے روحانی فرزند ہونے کا ثبوت اپنے اپنے وقتوں کے لوگوں نے دیا ہے۔انہوں نے اپنی بہنوں اور اپنی بیٹیوں کے نام عائشہ رکھے اور اس کی مثال ہم نے صفحہ نمبر۹ میں درج کر دی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی علمی جلالت کا ہر کوئی اعتراف کرتا ہے اور اگر کوئی شخص نہیں کرتا تو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اُس کے دل میں اُن کے بارے میں بغض ہے، اگر کوئی اُن کی ذات پر زبان درازی کرتا ہے تو اچھی طرح سمجھ لیں کہ وہ بے ایمان ہے اور کوئی اُن کی ذات پر طعن کرتا ہے تو اچھی طرح سمجھ لیں وہ دائرۂ اسلام سے ہی خارج ہے۔

نو خصائص وانعامات:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیگر خصائص وامتیازات کے علاوہ نو انعامات ایسے ملے جو کائنات کی کسی دوسری عورت کو نہیں ملے، وہ فرماتی ہیں:

۱: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میری تصویر سبز ریشم کے غلاف میں لپیٹ کر نبی ٔاکرم ﷺ سے کہا:''یہ دنیا وآخرت میں آپ ﷺ کی رفقیۂ حیات ہے''۔(یہ اگرچہ خواب کا واقعہ ہے لیکن نبی کا خواب وحی ہوتا ہے۔)

۲: میرے سوا کوئی اور کنواری بیوی سید المرسلین ﷺ کے نکاح میں نہیں آئیں۔

۳: جب میرے محبوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ روح نے قفصِ عنصری سے پرواز کی تو آپ ﷺ کا سرِ مبارک میری گود میں تھا اور میرے ہی حجرہ میں آپ ﷺ کا جسدِ مبارک دفن کیا گیا۔

۴: بسا اوقات فرشتوں نے میرے گھر کو عزت و احترام کے ساتھ اپنے گھیرے میں لے لیا۔
۵: بعض اوقات وحی ایسے وقت نازل ہوتی جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں ہوتی۔
۶: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ اوّل اور صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہوں۔
۷: آسمان سے میری براءت میں قرآنی آیات نازل ہوئیں۔
۸: میری پیدائش پاکیزہ ماحول میں ہوئی اور پاکیزہ سیرت ذاتِ اقدس سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔
۹: مجھے اللہ رب العزت کی جانب سے مغفرت اور رزقِ کریم کا اعزاز حاصل ہے۔

(مسند ابی یعلٰی ، جلد:٤ ، ص: ٣٣٦ ، ٣٣٧۔ مجمع الزوائدللهيثمى ، جلد:١ ، ص: ٢٤١۔ سير اعلام النبلاء الذهبى ، جلد:٢ ، ص: ١٤١)



ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض: منجانب، محمد اشرف ثاقب حنفی دیوبندی 19-04-2012

محترم جناب ابوزرارہ شہزاد بن الیاس کی توجہ کیلئے (بحوالہ ''ہماری امی جان'')

علماءِ کرام آیتِ ذیل سے نابالغ لڑکی کے نکاح کا جواز اخذ کرتے ہیں:

﴿وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ﴾

''جو عورتیں ماہواری ایام سے مایوس ہو چکی ہوں اور جن عورتوں کو ماہانہ کورس آتا ہی نہ ہو، اگر تمہیں ان کے متعلق قرارِ حمل کا شبہ ہو تو ان دونوں قسم کی عورتوں کی عدت تین مہینے ہے۔''

ہمارے علماءِ کرام ﴿وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ﴾ سے وہ نابالغ بچیاں مراد لیتے ہیں جن کا نکاح مذکورہ بالا نام نہاد سنّت کے مطابق چار پانچ سال کی عمر میں کر دیا گیا ہو۔ اور انہیں ابھی ماہواری کورس شروع نہ ہوا ہو۔ مگر اس کا مفہوم تو یہ ہے کہ جنہیں ماہواری کورس آتا ہی نہ ہو، اس کے برخلاف اس کا جو مفہوم علماءِ کرام لیتے ہیں وہ بوجوہِ ذیل غلط ہے۔

۱: آیتِ مجیدہ میں ہر دو قسم کے لیئے نساء کا لفظ آیا ہے۔ عربی زبان میں نساء کا لفظ اس بالغ عورت پر بولا جاتا ہے جو شادی کے قابل ہو اور نکاح کے بعد اس کے ساتھ اختلاط ممکن ہو۔

۲: نیز یہاں عدت بیان کی جا رہی ہے کہ اگر قرارِ حمل کا شبہ ہو تو تین ماہ انتظار کر کے شبہ دور کر لو لیکن پانچ چھ سال کی بچی کے ساتھ نہ اختلاط ہی ممکن ہے اور نہ اس کے متعلق

قرارِ حمل کا شبہ پیدا ہوسکتا ہے۔ پس ایسے علماء کرام اور حضرات سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ جب آپ کے نزدیک نابالغ طلاق دے سکتا ہے اور نہ ہی نابالغہ طلاق لے سکتی ہے، نیز چونکہ نابالغہ سے اختلاط ممکن ہے اور نہ شبہۂ حمل، اس لیئے رسول اللہ ﷺ کے ذمہ ۵۴ برس کی عمر میں ۶ سالہ بچی کا نکاح لگا کر ناموسِ رسالت کو داغدار نہ کریں۔ اور شہزاد صاحب اپنی اس تحقیق اور اس روایت کو کالعدم قرار دے کر اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں۔ اللہ تمہیں اس جسارتِ نامبارک پر معاف فرمائیں اور حق پرستی کے راستے پر چلائیں۔ آمین

جواب:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محترم جناب محمد اشرف ثاقب حنفی دیوبندی صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آپ کا اعتراض ملا جو آپ نے میری کتاب ''ہماری امی جان'' پر کیا ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عقل پرستی کا کوئی علاج نہیں ہے۔ یہ عقل پرستی انسان کو منکرِ حدیث بنادیتی ہے۔ آپ نے اپنی پوری عبارت میں قرآن پاک کی صرف ایک آیت لکھ کر اپنے دل کو تسلی دے لی ہے کہ میں نے میدان مارلیا ہے۔ حالانکہ آپ نے جو آیت لکھی ہے اور اس کا ترجمہ اپنی عقل کے مطابق کر کے اپنے مطلب کی بات کشید کرلی، وہ بالکل ہی بددیانتی پر مبنی ہے۔

الحمدللہ! آپ کوئی ایک روایت نہیں لکھ سکے جس سے میرا دعویٰ ردّ ہوتا۔

محترم جناب!

میری کتاب ''ہماری امی جان (اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا)'' ص:۹ پر میں نے اپنا دعویٰ لکھا ہے کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا لیکن آپ نے ادھر ادھر کی باتیں لکھیں مگر کسی دلیل کے بغیر اعتراض جڑ دیا ہے اور وہ بھی اپنی عقل پرستی کو حرفِ آخر سمجھ کر اعتراض کیا ہے۔

آپ نے قرآن پاک کی جو آیت لکھ کر اس سے اپنا مطلب کشید کیا ہے، اس آیت کا ترجمہ اور تفسیر اب میں لکھنے لگا ہوں وہ بھی آپ کے علماءِ کرام کی تفاسیر سے۔

(۱) آپ کی پہلی علمی خیانت:

ترجمہ'' اور تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں ان کے معاملے میں اگر تم لوگوں کو کوئی شک لاحق ہے۔ تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔ اور یہی حکم ان کا ہے جن کو ابھی حیض نہ آیا ہو۔ اور حاملہ عورتوں کی عدت کی حد یہ ہے کہ ان کا وضع حمل ہو جائے۔''

(تفہیم القرآن، جلد: ۵، ص: ۵۷۰۔ سورہ طلاق آیت: ۴)

محترم جناب! مولانا مودودیؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

'' حیض خواہ کم سنی کی وجہ سے نہ آیا ہو، یا اس وجہ سے کہ بعض عورتوں کو بہت دیر میں حیض آنا شروع ہوتا ہے اور شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے کہ کسی عورت کو عمر بھر نہیں آتا۔ بہر حال تمام صورتوں میں ایسی عورت کی عدت وہی ہے جو آئسہ (نا امید) عورت کی عدت ہے۔ یعنی طلاق کے وقت سے تین مہینے۔''

آگے مولانا مودودیؒ فیصلہ کن بات لکھتے ہیں:

اس جگہ پر یہ بات ملحوظ رہنی چاہیئے کہ قرآنِ مجید کی تصریح کے مطابق عدت کا سوال اُس عورت کے معاملے میں پیدا ہوتا ہے جس سے شوہر خلوت کر چکا ہو کیونکہ خلوت سے پہلے طلاق کی صورت میں سرے سے کوئی عدت ہے ہی نہیں۔ (الاحزاب: ۴۹)

'' اس لیئے ایسی لڑکیوں کی عدت بیان کرنا جن کو حیض آنا شروع نہ ہوا ہو صریحاً اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس عمر میں نہ صرف لڑکی کا نکاح کر دینا جائز ہے بلکہ شوہر کا اُس کے ساتھ خلوت کرنا بھی جائز ہے۔ اب یہ بات ظاہر ہے کہ جس چیز کو قرآن نے جائز قرار دیا ہو، اسے ممنوع قرار دینے کا کسی مسلمان کو حق نہیں پہنچتا۔'' (تفہیم القرآن، جلد: ۵، ص: ۵۷۰، ۵۷۱، فائدہ نمبر: ۱۳)

محترم جناب! یہ عبارت آپ کے ہی ایک مستند عالم کی ہے۔ یہ آپ کے اکابر علماء میں سے ہیں جو یہاں تک لکھ گئے ہیں ''جس چیز کو قرآن جائز قرار دیتا ہے کسی مسلمان کو ممنوع قرار دینے کا حق نہیں۔''

لیکن آپ نے اس آیت سے جو مطلب نکالا ہے، اس سے نابالغ سے نکاح ممنوع قرار دینا لازم آتا ہے۔ بقول مولانا مودودیؒ آپ مسلمان ہیں یا...........؟؟؟

اسی آیت کا ترجمہ اور تفسیر کرتے ہوئے آپ کے ہی ایک دوسرے عالم لکھتے ہیں:

''اور جو عورتیں نا امید ہو گئیں حیض سے تمہاری عورتوں میں، اگر تم کو شبہ رہ گیا تو ان کی عدت ہے تین مہینے اور ایسے جن کو حیض نہیں آیا اور جن کے پیٹ میں بچہ ہے ان کی عدت یہ ہے جَن لیں پیٹ کا بچہ۔''

(معارف القرآن جلد:٦، ص:٤٧٣۔ سورۃ طلاق آیت:٤)

مولانا محمد شفیعؒ مفتیٔ اعظم پاکستان اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مطلقہ بیبیوں میں سے جو عورتیں بوجہ زیادتِ عمر کے حیض آنے سے نا امید ہو چکی ہیں، اگر تم کو ان کی عدت کے تعین میں شبہ ہو جیسا کہ واقع میں شبہ ہوا تھا۔ اور پوچھا تھا تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور اسی طرح جن عورتوں کو اب تک بوجہ کم عمری کے حیض نہیں آیا ان کی عدت بھی تین مہینے ہے۔''

(معارف القرآن، جلد:٦، ص:٤٧٤)

محترم جناب! یہ دونوں عالم آپ کے مستند عالم ہیں، ان کی علمی حیثیت کے اپنے بیگانے بھی اعتراف کرتے ہیں۔ لیکن افسوس! ان لوگوں کو لفظ نساء کے الفاظ کے معانی معلوم نہ ہو سکے جو آپ کو ہو گئے۔ تاہم ہو سکتا ہے یہ لوگ آپ کی طرح عقل پرست نہ ہوں۔

محترم جناب!

١: مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں:

''کم سنی کی وجہ سے۔'' (تفہیم القرآن، جلد:٥، ص٥٧٠)

۲: مولانا مفتی محمد شفیع ؒ بھی لکھتے ہیں:

"کم عمری کی وجہ سے۔" (معارف القرآن، جلد:۶،ص:۳۷۴)

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل حوالہ جات بھی دیکھ لیں:

۳: امام ابن کثیر۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد:۵،ص:۴۶۷)

۴: مولانا محمد تقی عثمانی حنفی دیوبندی۔ (تفسیر عثمانی، جلد:۲)

۵: مولانا پیر محمد کرم شاہ۔ (ضیاء القرآن، جلد:۵،ص:۲۸۰)

۶: مولانا علامہ غلام رسول سعیدی۔ (تبیان القرآن، جلد:۱۲،ص:۷۹)

۷: حافظ صلاح الدین یوسف۔ (تفسیر احسن البیان، جلد:۱،ص:۱۳۷)

۸: بخاری شریف۔ (جلد:۷،ص:۷۵،۷۶)

۹: مسلم شریف۔ (جلد:۴،ص:۳۵)

ان کے علاوہ بھی بیسیوں کے حساب سے مفسرین کی کتب موجود ہیں لیکن کسی نے وہ مطلب نہیں نکالا جو آپ نے نکالا ہے۔ کیا یہ تمام محدِّثین ومفسّرین آپ کی نظر میں عالم نہیں ہیں؟ کیا ان کو نساء کے معانی نہیں آتے تھے۔ جن کتابوں کے حوالہ جات میں نے لکھے ہیں اگر آپ مطالعہ کر لیں تو آپ ان شاء اللہ صراطِ مستقیم پر ضرور آ جائیں گے۔ ورنہ..................

شیطان بڑا خوش ہوتا ہے جب کوئی انسان قرآن پاک اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو اپنی عقل کے ترازو پر پرکھ کر ردّ کر دیتا ہے۔

(۲) دوسری علمی خیانت:

آپ نے آیت کا ترجمہ اور تفسیر اپنی عقل پرستی سے کر کے نابالغ لڑکی سے نکاح ممنوع ثابت کیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کا کتبِ حدیث کا مطالعہ بالکل نہیں یا کم از کم بہت ناقص ہے، اگر وسیع ہوتا تو آپ اتنی زبردست غلطیاں نہ کرتے۔

محترم جناب! آپ کے علم میں اضافہ کے لیۓ دو تین واقعات لکھنے لگا ہوں تاکہ آپ کے علم میں اضافہ ہو کہ نابالغ بچی سے نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔

ا: حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ صحابی نے جناب زبیر رضی اللہ عنہ کی نومولود لڑکی سے اُسی دن نکاح پڑھایا جس دن وہ پیدا ہوئی۔ (مرقاۃ ملا علی قاری حنفی، جلد:۳،ص:۴۱۷)

۲: حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے کمسن لڑکے کا نکاح حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نابالغ لڑکی سے کردیا۔ (احکام القرآن رازی حنفی، ج:۲،ص:۵۵)

۳: کئی صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی نابالغ لڑکیوں کے نکاح کیئے۔

(حاشیہ ترکمانی علی البیہقی، ج:۱،ص:۶۷۔۷۹)

اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکی سے نکاح ہوسکتا ہے آپ نے جس کو نام نہاد سنت کا نام دیا ہے یہ آپ کی علمی جہالت ہے۔ مندرجہ بالا حوالہ جات پڑھ لیں۔ یہ حوالہ جات آپ ہی کے حنفی علماء کرام کی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔

(۳) تیسری علمی خیانت:

محترم جناب! آپ نے لکھا ہے کہ ''پانچ چھ سال کی بچی سے اختلاط ناممکن ہے۔''

میری کتاب ''ہماری امی جان'' صفحہ نمبر ایک سے لے کر آخر تک پڑھ لیں، جو آپ نے میری طرف سے لکھا ہے نہیں ملے گا، یہ آپ کا سفید جھوٹ ہے۔

میں ابوزرارہ شہزاد بن الیاس آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ یہ الفاظ جو آپ نے لکھے ہیں کہ ''پانچ چھ سال کی بچی سے اختلاط'' پوری کتاب سے نکال کر دکھا دیں، منہ مانگا انعام ملے گا۔

(۴) چوتھی علمی خیانت:

آپ نے لکھا ہے کہ:

۵۴ سال کی عمر میں چھ سال کی بچی سے نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ لگا کر ناموسِ رسالت کو داغدار نہ کریں۔

محترم جناب!

یہ کوئی نئی بات نہیں جو آپ نے لکھی ہے، آج سے تقریباً ۸۸ سال پہلے ایک ہندو سکھ

نے بھی آپ جیسا سوال بلا وجہ اٹھایا تھا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ۵۴ سال کی عمر میں ۶ سال کی بچی سے نکاح، اور یہی آپ کا سوال ہے۔ اِس ہندو شیطان نے ایک پوری کتاب جس کا نام نعوذ باللّٰه من ذالك اس شیطان نے ''رنگیلا رسول'' رکھا تھا جس کا شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے ''مقدس رسول ﷺ'' کے نام سے جواب لکھا تھا۔

اب میں آپ کے سوال کی طرف آتا ہوں کہ ۵۴ سال کی عمر میں ۶ سال کی بچی سے نکاح؟؟؟

محترم جناب! میں نے اپنی کتاب ''ہماری امی جان'' ص: ۸ پر اپنا دعویٰ لکھا ہے کہ:

امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ۶ سال کی عمر میں ہوا اور جب وہ آپ ﷺ کی خدمت میں لائی گئیں تو وہ ۹ برس کی تھیں۔ لیکن آپ نے زبردست علمی خیانت کرتے ہوئے ۶ سال نکاح کی عمر کو اختلاط میں بدل ڈالا، حالانکہ ۶ سال عمر نکاح کے وقت تھی نہ کہ اختلاط کے وقت، یہ آپ کی علمی جہالت وخیانت ہے۔

معترض کی علمی جہالت:

آپ کی علمی جہالت دور کرنے کے لئے چند روایات لکھنے لگا ہوں، ان شاء اللہ ان روایات کا جواب آپ قیامت کی صبح تک نہیں دے سکتے۔

۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے جب اُن سے نکاح کیا تو ان کی عمر چھ سال تھی اور جب ان کی رخصتی ہوئی تو ان کی عمر ۹ سال تھی۔''

(بخاری شریف ، جلد:٦ ، حدیث : ٥١٣٣)

۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''نبی اکرم ﷺ نے جب ان سے نکاح کیا ان کی عمر چھ (٦) سال تھی اور جب ان کی رخصتی ہوئی تو اُن کی عمر ۹ سال تھی اور ۹ سال آپ ﷺ کے پاس رہیں۔

(بخاری شریف ، جلد: ٦ ، ص: ٥١٣٤)

۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''نکاح کیا مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے اور میں چھ سال کی تھی اور زفاف کیا مجھ سے اور میں ۹ برس کی تھی۔''(مسلم شریف ، جلد: ٤ ، حدیث: ٣٤٧٩)

۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے جب ان سے عقد کیا تو عمر چھ برس تھی اور ۹ برس کی عمر میں رخصتی ہوئی، اور جب آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو وہ ۱۸ برس کی تھیں۔

(مسلم شریف ، جلد: ٤ ، حدیث:٣٤٨١)

۵: امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے جب مجھ سے عقد کیا تو میں چھ برس کی تھی اور ۹ سال کی عمر میں صحبت کی۔''(مسلم شریف ، جلد: ٤ ، حدیث: ٣٤٨٢)

٦: امام نووی رحمہ اللہ مسلم شریف کی شرح میں نابالغ بچی سے نکاح کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ وہ خود دیکھیں اور پڑھ لیں، ان شاء اللہ امام نووی رحمہ اللہ کی عبارت پڑھ کر آپ کے چودہ طبق روشن ہو جائیں گے،حوالہ درج ذیل ہے:

(مسلم شریف مع شرح نووی، جلد:۴ ،ص: ۳۵ ،طبع مکتبہ نعمانیہ لاہور)

ان کے علاوہ بھی کئی محدِّثین نے اپنی اپنی احادیث کی کتب میں بابِ نکاح قائم کیا ہے اورحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ مندرجہ بالا روایات نقل کی ہیں، ان محدِّثین میں سرفہرست:

امام بخاری رحمہ اللہ، امام مسلم رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام بیہقی رحمہ اللہ اور امام نسائی رحمہ اللہ وغیرہ ہیں اور ان سب نے امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر نکاح کے وقت چھ سال لکھی ہے اور ان روایات کو کوئی مائی کا لال غلط ثابت نہیں کرسکتا۔

محترم جناب ! اب آپ سوچیے کہ میں نے ان محدِّثین کی کتبِ احادیث وشروح سے امی عائشہ رضی اللہ عنہا کی نکاح کے وقت عمر ٦ سال اور رخصتی کے وقت عمر ۹ سال درج کی ہے۔

کیا ان مندرجہ بالا تمام محدِّثین نے ناموسِ رسالت کو داغدار کیا ہے؟

توجہ فرمائیں! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان سے نکاح کیا تو انکی عمر ۶ سال تھی اور جب ان کی رخصتی ہوئی تو ان کی عمر ۹ سال تھی۔''

(بخاری شریف ، جلد : ٦ ، حدیث : ٥١٣٤)

محترم جناب! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا گویا فرماتی ہیں:

''جب لڑکی ۹ برس کو پہنچ جاتی ہے تو وہ عورت ہو جاتی ہے۔''

یہ بات امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب جامع ترمذی میں بھی درج کی ہے۔

(جامع ترمذی ، جلد: ۱ ، حدیث: ۱۱۰۹ ، باب النکاح)

جناب سید سلیمان ندوی حنفیؒ فرماتے ہیں:

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیۓ ۹ برس کی سن میں رخصتی ہونا اتنا یقینی ہے کہ وہ ۹ برس کے سن کو ایک عرب لڑکی کے بلوغ کے زمانہ کو متعین کر دیتی ہے۔''

(سیرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا، جلد:۱، ص:۳۶۸)

محترم جناب! مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں:

''کسی ثابت شدہ حدیث یا صریح آیتِ قرآنی کے خلاف ان کا کوئی مسئلہ پایا جائے تب بھی وہ اپنے امام ہی کی پیروی پر اصرار کرے تو یہ بلا شبہ شرک ہوگا۔''

(ترجمان القرآن، اکتوبر ۱۹۴۴)

آپ نے صریحاً قرآنی آیت اور ثابت شدہ احادیث کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی عقل پرستی کا ثبوت دیا ہے جو شرک ہے اور توبہ کیۓ بغیر شرک کی معافی نہیں، سوچیۓ! اگر اسی حالت میں موت آجائے تو پھر؟

الحمدللہ آپ میرا دعویٰ قیامت کی صبح تک ردّ نہیں کر سکتے کہ:

''امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا اور رخصتی ۹ سال کی عمر میں ہوئی۔''

اللہ کے فضل و کرم سے اور پھر اپنے استاد کی خاص دعا سے مکمل تحقیق کرنے کے بعد

میں نے اپنی کتاب ''ہماری امی جان'' کے ص: ۹ پر یہ دعویٰ لکھا تھا لیکن آپ کوئی مضبوط دلیل نہیں لکھ سکے کہ میرے چیلنج کا جواب ہوتا۔ میں الحمد للہ قرآن پاک کی آیت کے مطابق جتنا علم اللہ تعالیٰ نے دیا ہوا ہے اس کے مطابق پہلے کسی بھی بات کی مکمل تحقیق کرتا ہوں، پھر جو روایات لکھتا ہوں ان کی سند کی مکمل تحقیق کرتا ہوں کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہے یا نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنانا ہے۔

محترم جناب! آپ کے بے جا اعتراض کا جواب الحمد للہ مکمل دلائل سے دے دیا ہے۔ دلائل ابھی بھی باقی ہیں لیکن طوالت کے خوف سے مختصر کرتا گیا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ مکمل تحقیق اور دلائل پڑھ کر اللہ کے سامنے معافی مانگیں گے کیونکہ آپ نے جو میری گستاخی ثابت کی ہے وہ گستاخی آپ کی نکلی ہے، لہٰذا آپ کو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیئے۔

آپ نے محدِّثین ومفسّرین پر بھی اپنی عقل پرستی کا ثبوت دیتے ہوئے ناموسِ رسالت کو داغدار کرنے کا جھوٹا الزام لگایا ہے، کیونکہ چھ سال کی عمر میں امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر محدِّثین نے اپنی احادیث کی کتب میں صحیح سند سے کیا ہے۔

محترم جناب! یہ میری بات نہیں نہ میری عقل پرستی کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا اور رخصتی ۹ سال کی عمر میں ہوئی۔

یہ ان عظیم ہستیوں کا کام ہے جن کے سپرد اللہ تعالیٰ نے احادیث کی حفاظت کا کام کیا ہوا ہے اور ان لوگوں نے واقعی احادیث کی بہت خدمت کی ہے۔ لیکن آپ جیسے عالم نے ان ہستیوں کو داغدار کرنے کی ناکام ونامسعود کوشش کی ہے۔

محترم جناب! میں نے اپنی کتاب ''ہماری امی جان'' کے ص ۹ پر دعویٰ لکھا ہے کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح چھ سال کی عمر میں ہوا اور رخصتی ۹ سال کی عمر میں ہوئی اور ۹ سال آپ ﷺ کے پاس رہیں۔

اب آپ سے مطالبہ ہے کہ آپ کوئی ایسی ہی صحیح روایت پیش کردیں جس سے میرے دعویٰ کی تردید ہو جائے۔

آپ صحیح روایت سے ثابت کر دیں کہ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح چھ سال کی عمر میں نہیں ہوا، اِس عمر میں ہوا اور رخصتی ۹ سال کی عمر میں نہیں ہوئی، اِس عمر میں ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ امی عائشہ رضی اللہ عنہا ۹ سال نہیں رہیں، اِتنے سال رہیں۔

آپ صحیح روایت پیش کریں ان شاء اللہ میں معافی مانگنے کیلئے تیار ہوں۔

لیکن مَیں چیلنج کرتا ہوں کہ آپ کوئی مضبوط دلیل قرآن و حدیث سے پیش نہیں کر سکتے جس سے میرا دعویٰ ردّ ہو جائے۔ آپ دلیل پیش کریں اگر آپ سچے ہیں۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾

(سورة البقرة : 111، سورة النمل : 64)

محترم جناب! آخری سوال آپ کا یہ تھا کہ:

شہزاد صاحب اپنی اس تحقیق اور اس روایت کو کالعدم قرار دے کر اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں۔

اب میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ نے جو اعتراض لکھا اور ساتھ اپنی تحقیق لکھی ہے وہ بھی اور میرا جواب جو میں نے آپ کے اعتراض پر لکھا ہے اور ساتھ میری تحقیق اپنے حلقہ احباب میں دکھا کر فیصلہ کر لیں کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنے کا فرض کس کا بنتا ہے آپ کا یا میرا؟

آپ فیصلہ کر کے ضرور تحریری طور پر لکھیں کہ استغفار کون کرے؟

آپ جیسے عالمِ دین سے ایسی بے دلیل باتیں اچھی نہیں لگتیں۔ آپ نے بغیر دلیل و تحقیق کے میرے دعویٰ کو ردّ کرنے کی کوشش کی ہے۔ مزہ تب تھا کہ قرآن و حدیث سے کوئی مضبوط دلیل بھی پیش کرتے تب ہم اللہ کے فضل و کرم سے اعلانیہ طور پر اپنے اللہ سے معافی مانگتے اور ہم اپنے حلقہ احباب سے بھی معافی مانگتے، کیونکہ حق بات یہی ہے کہ جب سچائی سامنے آ جائے تو پھر اپنی بات چھوڑ کر سچائی کو تھام لینا چاہیئے۔

آپ میرے دعویٰ کو ردّ کرنے کے لیئے صحیح روایت پیش کریں۔ میں ان شاء اللہ اپنی

مسجد میں کھڑے ہو کر تمام لوگوں سے اور اپنے اللہ سے معافی مانگوں گا۔

آپ صحیح روایتیں پیش کر کے آزمالیں اور آزمائش شرط ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو قرآن وحدیث پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیثِ مبارکہ کو من وعن ماننے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

ابتداء عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیئے ہوتا ہے کیا

خادمِ قرآن وحدیث

ابوزرارہ شہزاد بن الیاس

21-04-2012

نوٹ :......محمد اشرف ثاقب حنفی دیوبندی کو، بتاریخ ۱۹/۴/۲۰۱۲ء ان کے سوال کا جواب دے دیا تھا، نو ماہ (۹) کے انتظار کے بعد دوبارہ ان کو خط لکھا کہ ۳۰ جنوری ۲۰۱۳ تک جواب دیں لیکن محمد اشرف ثاقب حنفی دیوبندی (خطیب جامع مسجد رحمانیہ) کی طرف سے تا حال جواب نہیں ملا۔ تمام فوٹو کاپیاں ریکارڈ میں موجود ہیں۔ (الحمد اللہ)



آخری گذارشات

مَیں (ابو زرارہ شہزاد بن الیاس) نے اپنے اس مضمون میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کے بعض درخشاں پہلو تحریر کیے ہیں۔ اس سے پہلے بھی لوگ اُن کی سیرت لکھ چکے ہیں، جو میرے اس مضمون سے زیادہ اچھی اور مدلل گفتگو پر مبنی ہے۔ مَیں نے تو صرف اس لیئے یہ چند اوراق لکھے ہیں تا کہ روزِ محشر میں بھی اُن کی فضیلت بیان کرنے والوں اور اُن کا دفاع کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت میں رب کا قرآن بولتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان بولتی ہے۔ میں تو کہتاں ہوں کہ ہمیں امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام پر اپنی بہنوں اور بیٹیوں کا نام رکھنا چاہیئے اور اِس وقت اِس کی ضرورت بھی ہے، کیونکہ یوں اُن کے خلاف کھلنے والی زبانیں بند ہو جائیں گی اور ہر گھر سے عائشہ، عائشہ کی ہی آواز آئے گئ ،اور یہ ہماری امی عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہم پر حق بھی ہے۔

والسلام

آپ کی دعاؤں کا طالب

ابو زرارہ شہزاد بن الیاس

الفیصل اسلامک لائبریری

بالمقابل جامع مسجد رحمانیہ، نئ آبادی سوہاوہ

ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ:

۳۰۱-۶۶۴۴۱۲۳

۰۰۹۶۶-۵۰۰۶۴۲۵۴۸



فہرستِ مطبوعات

توحید پبلیکیشنز (بنگلور)

کتاب نمبر	کتاب کا نام	مؤلف رمترجم رنظر ثانی
U1	چند بدعات اوران کا تعارف	علاّمہ یوسف بن سعید بن عزیز یوسف زئی رحمہ اللہ
U2	نمازِ پنجگانہ کی رکعتیں مع نمازِ وتر و جمعہ	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U3	مختصر مسائل واحکامِ رمضان، روزہ اور زکوٰۃ	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U4	مختصر مسائل واحکامِ طہارت ونماز	علاّمہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U5	زیارتِ مدینہ منورہ۔احکام وآداب	علاّمہ ابن باز رحمہ اللہ / شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U6	ٹوپی و پگڑی سے یا ننگے سر نماز؟	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U7	جشنِ عید میلاد؛ یومِ وفات پر!	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U8	دنیوی مصائب ومشکلات (حقیقت،اسباب،ثمرات)	محترمہ شوانہ عزیز/ شاہد عبدالستار شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U9	مختصر مسائل واحکامِ حج وعمرہ اور قربانی وعیدین	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U10	دین کے تین اہم اصول مع مختصر مسائلِ نماز	شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U11	استقامت (راہِ دین پر ثابت قدمی)	محترمہ شوانہ عزیز/ شاہد عبدالستار شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U12	شکوک وشبہات کا ازالہ	شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U13	دعوۃ الی اللہ اور داعی کے اوصاف	علاّمہ ابن باز رحمہ اللہ / شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U14	تعویذ گنڈوں اور جنات وجادُو کا علاج	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر

U15	نمازِ تراویح (حرم میں تراویح اور علماء کے فتاویٰ)	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U16	مَرد وزَن کی نماز میں فرق؟	مولانا محمد حنیف منجاکوٹی/ شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U17	سماع وقوالی اور گانا وموسیقی	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U18	نماز میں کی جانے والی غلطیاں اور کوتاہیاں	ابوصالح/ ڈاکٹر سید طالب الرحمٰن شاہ شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U19	آدابِ دعاء (شرائط، اوقات، مقامات)	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U20	رَفْعُ الْيَدَيْن؛ دلائل وتحقیق	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U21	جنتی عورت	شیخ انصار زبیر محمدی/ شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U22	مختصر مسائل واحکام نمازِ جنازہ	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U23	عملِ صالح کی پہچان	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U24	ارکانِ ایمان (ایک تعارف)	شیخ حافظ محمد اسحاق زاہد/ شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U25	فضائلِ رمضان وروزہ	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U26	براءۃِ اہلِ حدیث	علاّمہ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ
U27	خوشگوار زندگی کے ⑫ اصول	شیخ حافظ محمد اسحاق زاہد/ شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U28	امامت کے اہل کون؟	علاّمہ بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ حافظ زبیر علی زئی
U29	اندھی تقلید و تعصّب میں تحریف کتاب وسنت	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U30	تلاشِ حق کا سفر	محمد رحمت اللہ خان/ شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U31	مُعَوِّذَتین ☆ فضائل، برکات، تفسیر	شاہد ستار/ شیخ عبداللہ ناصر رحمانی/ شیخ محمد منیر قمر
U32	جہیز اور جوڑے کی رسم	کے۔رفیق احمد/ شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U33	ارکانِ اسلام	شیخ حافظ محمد اسحاق زاہد/ شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U34	رمضان وروزہ- احکام ومسائل	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U35	محرّمات (حرام اشیاء وامور)	شیخ محمد صالح المنجد/ شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر

U36	لڑکیوں کی بغاوت؟؛ اسباب و علاج	شیخ مقصود الحسن فیضی/ شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U37	مسلمان عورت کا پردہ ولباس	شیخ مقصود الحسن فیضی
U38	سفرِ آخرت	ڈاکٹر محمد بن عبدالرحمٰن العریفی/ شیخ عبدالسلام مدنی
U39	گھریلو ماحول کی اصلاح کے لئے 40 نصیحتیں	شیخ محمد صالح المنجد/ سید ضیاء اُللہ شاہ بخاری/ شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U40	اسلام خالص کیا ہے؟	محمد اسماعیل زرتارگر/ شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U41	آدابِ زندگی	کے۔امین الرحمٰن عمری مدنی شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U42	عظمتِ قرآن	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U43	مختصر صحیح نمازِ نبوی ﷺ	حافظ زبیر علی زئی
U44	تقلید کا حکم	ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس
U45	مسنون ذکر الٰہی۔دعائیں	شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ علاّمہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U46	قیامِ رمضان	شیخ مقصود الحسن فیضی/ شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U47	رؤیتِ ہلال	شیخ مقصود الحسن فیضی/ شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U48	تربیتِ اولاد	شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U49	اسلام ہی انسانیت کا حل (کتاب وسنت کی روشنی میں)	ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس/ شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U50	سیرتِ نبوی ﷺ؛ عبرت ونصیحت کا لازوال خزانہ	ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی/ مُزمّل حسین فلاحی (علیگ) /شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر
U51	اتباعِ سنّت اور صحابہ وآئمہ کے اصولِ فقہ	ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس
U52	ہماری امی جان اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	ابوزرارہ شہزاد بن الیاس/ شیخ ابوعدنان محمد منیر قمر